سِجن

از قلم:آمنہ عمیم

باب سوم

اگر تم وہی دیکھتے ہو جو روشنی ظاہر کرتی ہے اور وہی سنتے ہو جس کا اعلان آواز کرتی ہے تو در)
(حقیقت نہ تم دیکھتے ہو نا سنتے ہو

(خلیل جبران)

اس امید سے لڑ رہے ہیں جبر کے اندھیرے سے

طلوع جوسحر ہو گی وہ سحر پھر ہماری ہو گی ۔

باہر سورج کی تپش اور تیز روشنی کی نسبت نیوز روم اسٹوڈیو قدرے ٹھنڈا تھا ، کمرے میں چھای خاموشی اور کرسیوں پر بیٹھے افراد کے چہروں پر کھیچاؤ صاف محسوس کیا جا سکتا تھا ۔کمرے کے

وسط میں پڑی میز کے دوسری جانب بیٹھا حیدر ابراہیم ایک ہاتھ سے کان میں لگے آلے کو ٹھیک کرتا دوسرے ہاتھ سے ٹیبل پر پڑے پیپرز کو ترتیب دیتا مصروف تھا ۔۔ ٹیبل کے ایک جانب بیٹھے حشام اچغزی اور دوسری جانب بیٹھے صوبای وزیر کے ماتھے پر پڑے بل ماحول کی سنگینی کا احساس دلا رہے تھے ۔

ٹیبل کے پیچھے لگا سبز پردہ "گرین سکرین" بلکل سادہ تھی مگر کیمرہ اون ہوتے ہی وہ سبز پردہ ہمارے ٹی وی سکرین پر مختلف رنگوں ، ہیڈ لاینز، اور مختلف شوز کے لوگوز کے ساتھ ظاہر کرتی حقیقت اور فریب کی لکیر دھندلی کر جاتی تھی ۔ اسکرینوں کے پیچھے کنٹرول روم تھا جہاں پروڈیوسر کی نظریں اور ہدایت تکینکی ٹیم کو الرٹ رکھے ہوے تھی ۔ سٹوڈیو میں لگی تیز سفید لایٹس چہرے کو بے داغ اور واضح بنا رہی تھی ۔۔ سٹوڈیو میں چھایا سناٹا بریک سے پہلے ہونے والی بحث کی علامت تھا ۔۔۔ شو کے آخری کچھ منٹ نہ بچے ہوتے تو یقینِ مہمان حضرات اپنی ہوی بے عزتی پر کب کے جا چکے ہوتے ۔۔۔

کان میں لگے آلے سے آتی آواز پر تینوں لوگ یک دم الرٹ ہوے تھے ۔۔ بریک ختم ہونے کا کاون ڈاون شروع ہو چکا تھا۔۔۔

جی ناضرین ہم ایک بار پھر "انتخاب" میں آپ کو خوشامدید کہتے ہیں ۔۔ بریک پر جانے سے پہلے ہم نے ہمارے معتبر صوبای وزیر سے سوال کیا تھا کے کب تک ہم لوگ شہر کے مختلف ٹھکانوں سے ملنے والی لاشوں پر احتجاج کرتے رہے گے۔۔۔ اور کتنی ماوں کی گودیں اجڑنا باقی ۔۔۔کتنی لڑکیوں کی عزتیں پامال ہوں گی تو ہم اس سب کے خلاف ایکشن لیں گے ۔۔۔

چہرے پر لگی فریم لیس گلاسس ڈریس پینٹ کوٹ پر لگی لایٹ بلیو ٹای چہرے پر چھایے سپاٹ تاثرات سے کے گیے سوالات پر ماحول میں ایک بار پھر تناو کی کیفیت چھایی تھی ۔۔

ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں حیدر صاحب اس معمالے کو دیکھا جا رہا ہے ۔۔۔ ہم جانتے ہیں لوگوں میں جو بے چینی پھیلی ہوی ہے پر آپ لوگوں کو تعاون کرنا ہو گا۔۔۔ کیمرے کے سامنے نا بیٹھے ہوتے تو یہ جواب کم از کم اتنے تحمل سے نا آتا۔

اچھا اور ہر گھر اجڑنے کے بعد یہ آپ سب کا مستقل ڈایلاگ ہے آپ سب کو نہیں لگتا کے اس میں تھوڑی ردوبدل کر دینی چاہیے کم ازکم لوگوں کو آپ پر یقین کرنے میں آسانی ہو جایے ۔۔۔۔ تیکھے لہجے میں کہتے وہ سامنے بیٹھے رحمان ملک کو آگ لگا گیے تھے ۔۔ حشام اچغزای خاموش تماشای بنے ہاتھوں کو سینے پر باندھے نظریں حیدر سے رحمان ملک اور پھر حیدر تک جاتی تھیں ۔

نہیں ردو بدل کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا ں البتہ مجھے لگ رہا ہے کے تین سال پہلے آپ کی بہن اور بیٹے کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے آپ اس وقت کل رات ملنے والے بچوں کی لاشوں کو مہرہ بنا کر

پسِ پردہ اپنے ساتھ ہوے واقع کا بدلہ لے رہے ہیں ---رحمان ملک کی بات پر حیدر کا رنگ اڑا تھا --- ہاں یہ بات پریس میں ضرور آی تھی مگر حیدر عنایہ کا تماشہ نہیں بنا نا چاہتا تھا اس لیے اپنے سورسزکے زریعے بات زیادہ اچھلنے نہیں دی تھی ۔ پر اس وقت رحمان ملک کے منہ سے نکلتے جملے نے حیدر کا رنگ فق کیا تھا ۔۔ حشام ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھے تھے ---بات یہ نہیں ہے رحمان صاحب کے کون وکٹم کارڈ کھیل رہا ہے یا کون فایدہ اٹھا رہا ہے بات یہ ہے کے جو بچے بچیاں اغواہ ہو رہے ہیں یا جن بھی بچیوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے ہم اس کے لیے جواب دہ ہیں میں بس کہنا چاہوں گا کے پلیز حوصلہ رکھیں ہم بہت جلد ان تما م فرعونوں کو آپ کے سامنے لے کر آیئں گے جو ہمارے گھر اجاڑ رہے ہیں ٹھہرے لہجے میں سنجدگی سے کہتے وہ حیدر کو سنبھلنے کا موقع دے گیے تھے ---رحما ن ملک نے قہر بھری نظریں حشام پر ڈالیں تھیں اچھا خاصہ حیدر کو قابو کیا تھا کیا ضرورت تھی انہیں بولنے کی سر کو جھٹکتے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر نظر ڈالی بس کچھ منٹ اور پھر بس----

صیح کہا آپ نے سر، حشام کی طرف دیکھتے سر کو خم دیا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ سپاٹ تھا ---

میں خود بھی وکٹم ہوں اس لیے ان سب کا درد محسوس کر سکتا ہوں جو اس قرب سے گزرے ہیں --- اچھا کیا آپ نے یاد کروادیا تیکھی مسکراہٹ سے رحمان کی طرف دیکھا۔

وقت ختم ہو رہا ہے ورنہ بہت سے ایسے سوالات تھے جن کے جواب ضروری تھے پر خیر میں صرف حکومت سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کے جو قرب اور قیامت سے ہم سب گزرے ہیں پلیز وہ کسی اور کے گھر میں برپا ہونے سے روک لی جیے گا ۔ کیمرے کی طرف دیکھتے الفاظ ٹھر ٹھر کے ادا کرتا شو کا اختتام کیاتھا ۔۔ اسٹڈیو میں ایک دم اٹھتا شور ، کیمرے کے پیچھے کھڑے لوگ اب زمیں پر بکھری تاریں سمیٹ رہے تھے ---

کھیل شروع ہونے سے پہلے دشمن بنا لینا بیوقوفی ہوتی ہے حیدر صاحب ---- مایک کو شرٹ کے کولر سے کھینچ کر اتارتے ٹیبل کی سطح پر پھینکتے --- حیدر کی آنکھوں میں دیکھتے پھنکارے تھے ----

میں ایسی بیوقوفیاں کرتا رہتا ہوں جناب آپ میری فکر کرنا چھوڑ کر اپنے عہدے پر توجہ دیں یہ نا ہو دشمنوں کی نشاندہی کرتے عوام آپ کو پیروں تلے روند دے۔۔انہی کے لہجے میں جواب دیتے اپنے کندھے سے ان کا ہاتھ جھٹکا تھا اس سے پہلے وہ کو ی جوابی کاروای کرتے حشام اچغزای اور پرڈیوسر رحمان ملک کو کھینچ کر سٹوڈیو سے باہر لے گیے تھے --- ٹیبل کے پیچھے کھڑے حیدر نے کوٹ کو ایک جھٹکے سے اتار کر کرسی پر پھینکا ٹأی کی نوٹ ڈھیلی کرتے گہری سانس لی تھی مسلسل بڑھتی گھٹن پر لمبے ڈگ بڑھتے سٹوڈیو سے باہر نکلے تھے ---

کیسے ہو؟؟؟ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکایے سر آسمان کی طرف کیے جانے کتنے لمہے گزرتے کے اپنے پیچھے سے آتی حشام کی آواز پر حیدر سیدھا ہوا تھا گردن موڑ کر اپنے ساتھ آکر رکتے حشام کو دیکھا --

کس کو جوب دوں ایف آی اے کے ڈاریکٹر کو یا اورہان کے چاچو کو----

اس کو جواب دو جس کے پاس تم سب ہر غلط کام کرنے کے بعد پناہ ڈھونڈنے آتے تھے -- آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے سڑک کنارے چلتے جواب دیا--

تب سب مختلف تھا --ان کے ساتھ قدم اٹھاتے ہلکے پھلکے انداز میں کہا پر لہجے میں چھپا قرب محسوس کیا جا سکتا تھا--

مختلف تو اب بھی کچھ نہیں ہے میں بھی وہیں ہوں تم بھی وہی ہو تو کیا بدلہ؟

حالات ،یک لفظی جواب

میں کیس میں الجھا ہوا تھا حیدر پھر تمہاری آنٹی کا آپریٹ میں شرمندہ ہوں مجھے تمہارے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔حیدر کے یک لفظی جواب نے انہیں تکلیف دی تھی وضاحت کرنا ضروری تھا

میں نے اعتراض نہیں کیا آپ سب کے مسلے تھے ان کو سلجھانا ضروری تھا--چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجای تھی -- وہ الگ بات تھی دل اندر کے غم باہر نکالنے کو تڑپ رہا تھا۔

میں اپنے ہر عمل کے لیے شرمندہ ہوں حیدر میں نے بہت بار رابطے کی کوشش بھی کی پر تم نے -----

میں اپنی وجہ سے کسی کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

حشام کی بات مکمل ہونے سے پہلے بات کو سمیٹا تھا۔حیدر حشام کی کار کے قریب رکے گردن موڑے سڑک سے گزرتی ٹریفک دیکھنے میں مصروف تھا ،حشام کچھ دیر اس کالا تعلق انداز دیکھتے رہے پھر دو قدم آگے بڑھ کر اس کے گرد بازو پھیلائے گلے سے لگایا تھا-- میرے لیئے تم اورہان اور صفوان برابر ہو-- ۔میں نے کبھی فرق نہیں کیا تم سب میں ،اس کے گلے لگے ہاتھ سے قمر تھپکتے وہ مدہم آواز میں کہتے اسے تکلیف سے دو چار کر گیے تھے آنکھوں کو زور سے میچے حیدر آنسوں کے آگے بند باندھے ہوئے تھا۔

میرے لیئے تم سب وہی لاپروا بچے ہو حیدر جو اپنے مسائل کے حل تلاشتے، ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے میرے پاس پناہ لیتے تھے ، میں نے غلط کیا حیدر جب کہا تھا میں تمہارے ساتھ ہوں تو ہونا بھی چاہیے تھا ۔۔ اس سے الگ ہوتے دونوں بازوؤں کو تھامے براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا ۔۔

میں اپنی لا پرواہی پر شرمندہ ہوں حیدر، میں چاہتا ہوں تم سب اب بھی پہلے کی طرح اپنے مسائل بیٹھ کر حل کرو،لڑو جھگڑوں پر آخر میں ساتھ رہو ۔۔۔

آپ کے لاپروا بچوں کا بہت نقصان ہو گیا ہے آنکل ، ان کے چند داموں مہنگے کھلونے سے کھیلنے کی خواہش نے ان سے سب سے قیمتی اثاثہ چھین لیا ہے ۔۔ اب سب کچھ مل بھی جائے تو کھیلنے کی خواہش نہیں رہے گی ۔۔ افسردگی سے کہتے حیدر نے ایک سائیڈ پر ہوتے حشام کے لئے کار کا دروازہ کھولا تھا ۔۔۔ ناراضگی ،غصہ شکوے اپنی جگہ احترام اب بھی اتنا تھا۔

اللہ تم سب کو صبر دے ۔۔۔ حشام پر آخری نگاہ ڈالے وہ گاڑی میں بیٹھے نظروں سے اوجھل ہوے تھے ۔۔۔

حیدر تلخی سے مسکرایا تھا۔۔۔ صبر ۔۔۔۔ کیا غم کو دل تک محدود کر لینا اس کا اشتہار نا لگانا ۔۔اس کا ذکر نا کرنا۔ کیا یہ صبر تھا ۔۔ اگر صبر یہ تھا تو حیدر کو تو کب کا آگیا ہوا تھا پھر دل ان کے ذکر پر کیوں پھٹتا تھا۔

امی گرین روم صاف کروا دی جیے گا۔۔۔ صفوان کی آواز پر سبزی کاٹتی صالحہ بیگم جن کی نظریں ٹیبل پر کپ کے سہارے ٹکے ٹیب پر چلتے ڈرامے پر تھی ایک دم صفوان کی طرف مڑی تھیں ۔ شہادت کی انگلی سے سٹاپ کے بٹن کو دبایا ،آنکھیں چھوٹی کیے صفوان کو دیکھا جو بلیک شلوار قمیض میں فریش لگ رہا تھا، بازوں کہنیوں تک موڑے فریج سے انڈے نکالتا مصروف دکھائی دیتا تھا۔

کیوں گرین روم کیوں صاف کرنا ہے۔۔ سوال صالحہ کی بجائے صفا کی جانب سے آیا تھا وہ شاید سو کر اٹھیں تھی پر نہیں وہ کچھ عرصے سے اسی حلیے میں پائی جاتی تھی ، شلوار کوئی قمیض کوئی ، بال صبح سے برش نہیں کیے تھے صفوان نے ایک نظر بہن پر ڈالی تھی، اس نے شاید ہی صفا کوکبھی اس حلیے میں کمرے سے باہر پھرتے دیکھا ہو پر اب ، سر جھٹکتے شیلف پر رکھے پیاز کو باریک چاپ کرتے نظریں صفا سے ہٹای تھیں ۔۔

کیس کا بتایا تھا اسی کے لیے روم چاہیے تھا ۔۔

تو تم لوگوں کو اب آفس میں کیس ڈسکس کرنےکے لیے جگہ بھی نہیں دیں گے جو تم یہاں اپنے دوستوں کو بلاؤ گے ۔۔۔ کوی ضرورت نہیں ہے کسی کو گھر لانے کی کسی اور جگہ اپنی میٹینگز ارینج کرو۔۔۔

ماتھے پر بل ڈالے صفا نے بے چینی سے صفوان کو ٹوکا تھا وہ جانتی تھی کیس میں کون کون ہے اور حیدر ابرہیم کو سامنے دیکھنا، صفا کم از کم یہ نہیں چاہتی تھی ۔

اور تم سے کس نے کہا کے میرے گھر میں کسی کو آنے کے لیے تمہاری اجازت کی ضرورت ہے صفا بی بی۔۔ صالحہ بیگم کب سے دونوں بھائی بہنوں کی تقرار سنتے بلآخر بول پریں ----

تواب آپ مجھے چِرانے کے لئے کسی کو بھی گھر میں بلاتی رہیں گی---

پہلی بات بی بی تم سوتن نہیں ہو جو میں تمہیں چڑاتی پھروں دوسری بات وہ کسی تمہارا شوہر ہے اور تیسری بات یہ میرا گھر ہے اگر تم دونوں کو کسی کے آنے جانے سے مسلہ ہے تو اپنا بوریا بستر سمیٹوں اور جاؤ یہاں سے کوئی اعتراض نہیں مجھے --- ہاتھ میں پکڑی چھری ہوا میں لہراتے لال بھبھوکا چہرے سے صفا کو کھری کھری سناتے سبزیوں کی ٹوکری اٹھائے کچن سنک کی طرف بڑھی تھیں ۔۔ صفوان اپنا چیز آملیٹ اور کافی کا کپ لیے بڑی سنجیدگی سے صفا کی جوابی کارروائی کا انتظار کر رہا تھا۔

شوہر تھا ،میں بہت جلد خُلا لے لوں گی اس سے ، اور آپ دونوں کو میرا وجود کھٹک رہا ہے تو چلی جاؤں گی میں آپ خوش رہیے گا۔۔ ایک دم چیختے ٹیبل پر پڑا آرٹیفشل واس زمین پر پھینکا تھا پر کیچن میں کھڑی عورت اور ٹیبل پر بیٹھے ۔مرد نے خاص توجہ نہیں دی تھی جیسے وہ یہ سب جانتے ہوں آگے کے سکرپٹ کا پتا ہو کیا ہونے والا ہے۔

ہاں جلاؤ تم دونوں ماں کا کلیجہ ، سکون کا سانس نصیب نہیں ہو گا مجھے ، سنک میں ہاتھ دھوتے وہ روندھی آواز میں کہتےپلو سے اپنے آنسوں پونچھے تھے

میں نے خُلا کی کاروائی رکوا دی ہے فل وقت ، انڈے کا پیس منہ میں ڈالتے ماں کے اموشنل ڈرامے کو طویل ہونے سے روکا تھا ۔۔ صالحہ بیگم کے آنسوں پونچھتے ہاتھ رُکے تھے ---دل کو ڈھارس ملی تھی کسی اولاد نے تو عقل مندی کا ثبوت دیا---

کس خوشی میں کاروای رکوای ہے ۔مجھ سے پوچھے بغیر تم کون ہوتے ہو روکنے والے ---- توپو کا رخ صفوان طرف ہوا ---

تمہارا ولی،--- لقمہ نگلتے تسلی سے کہتے صفا کو آگ لگائی تھی

مجھے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے اپنی حد میں رہو ---

میں نے فل وقت کہا ہے صفا ہایپر ہونے کی ضرورت نہیں ہے --- یہ گڈے گڑیا کا کھیل نہیں ہے اتنا بڑا فیصلہ لینے سے پہلے اچھی طرح سوچ لو---صفوان کا پورا فوکس کھانے کی طرف تھا ---صالحہ بیگم نے محبت بھری نظروں سے صفوان کو دیکھا تھا شکر تھا اس نے کچھ عقل سے کام لیا تھا ورنہ جب

سے صفا نے خُلا کا شور ڈلا تھا تب سے صالحہ بیگم بے چین تھیں ،کان دوبارہ صفوان کی طرف لگایے جو مزید کہہ رہا تھا

سایکٹریسٹ سے اپانمینٹ لی ہے تمہاری اس جمعرات امی کے ساتھ چلی جانا ---- کافی کا آخری گھونٹ لیتے کپ اور پلیٹ سنک میں دھوتے صفا کے سر پر ایک اور بم پھوڑا تھا

اور صفا بت بنی بے یقینی سے صفوان کو سن رہی تھی ---

تمہں لگتا ہے میں پاگل ہوں ---

نہیں میری جان اس نے تمہاری بھلائی کے لیے کہا ہو گا حالت دیکھو اپنی -- صالحہ بیگم کو بیٹی کی حالت پر ترس آیا تھا اس کو بازوں کے شکنجے میں لیتے سینے سے لگایا

پاگل لوگ ہی نہیں جاتے ان کے پاس ، جو تمہاری کنڈیشن ہے تمہے اس کی اشد ضرورت ہے -- ٹاول سے ہاتھ خشک کرتے صفا پر نظر ڈالی تھی جو ماں کے سینے سے لگی سسک رہی تھی

امی چار بجے جمعرات کو لے جائے گا اور پلیز روم بھی یاد سے صاف کروا دی جیے گا---

کچن سے نکلتے ایک نظر پیچھے بیٹھے افراد پر ڈالے بغیر وہ نکلتا چلا گیا تھا ۔کیا وہ سچ میں پاگل ہوتی جا رہی تھی ۔دروازے کو تکتے آنسو چہرہ بھگو رہے تھے ---

---

لوگ تو لوگ تھے جی بھر کے خسارہ کرتے

کم از کم تم تو نہ نقصان ہمارا کرتے

کر تو لینا تھا تیرے ساتھ گزارہ لیکن

اب تیرے ساتھ بھی کرتے تو گزارہ کرتے

وسیع میدان میں چاروں جانب پھیلی دھوپ سے بچنے کو مریض درختوں کی چھاوں میں نیم دراز تھے یہ وہ تمام افراد تھے جو ہسپتا ل میں ایڈمٹ مریضوں کے ساتھ آیے تھے پر کیوں کے مریض کے ساتھ فقط ایک اٹینڈٹ رہ سکتا تھا تو کچھ افراد باہر دھوپ میں پنا ہ لینے پر مجبور تھے --- جگہ جگہ بیٹھے بھانت بھانت کی بولیاں بولتے لوگ ، ہر کسی کا اپنا غم اپنی داستان تھی ---

یہاں پر شیڈز اور بینچ ،اور اس طرف ہاں یہاں مناسب رہے گا مریضوں کے ساتھ آیے ورثہ کے لیے ریسٹ رومز بن جاییں ہاتھوں سے میدان کے ایک جانب اشارہ کرتےاپنے ساتھ کھڑے افراد کو کچھ اور

ہدایت دیتے وہ میدان کے ایک جانب کھڑے تھے --- یہاں سے سارے ہسپتال کو ایک نظر گھما کر دیکھا جا سکتا تھا ---

بہتر سر کچھ وقت لگے گا ،پر ہم یقین دلاتے ہیں ایک بہترین سٹرکچر آپ کے ہسپتال کا حصہ بن جایے گا--گردن چاروں جانب گھماتے ا س نے طراب کو تسلی دلای تھی

کچھ وقت نہیں جناب مجھے یہ سب ایک مہینے کے اندر اس جگہ پر چاہیے قطعی لہجہ میں کہتے طراب نے اسے کچھ مزید بولنے سے روکا تھا --سر ایک مہینہ بہت کم ہے

عمیر کسی بہتر آرکیٹیچر سے رابطہ کرو اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس--- طراب اپنے پیچھے کھڑے افراد کو حقہ بقہ چھوڑے قدم مین بلڈنگ کی طرف بڑھایے بولا تھا ---

قدم یک لخت رکے تھے انکھیں سامنے کسی چیز پر رکی ، لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر ی تھی

اس کے پیچھے آتا عمیر طراب کو رکے دیکھ اس سے کچھ قدموں کے فاصلے پر رکا تھا سامنے کھڑے شخص کے لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ دیکھ آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں ،طراب کی نظروں کے تعقب میں دیکھتے بے یقینی کچھ اور بڑھی

گیٹ کے پاس کھڑی اوزگل انکھوں کا چھجہ بنایے بے زارسی گیٹ کو دیکھتی مسلسل کچھ بڑبرا رہی تھی چہرہ دھوپ کی ہدت سے سرخ ہو رہا تھا ---- بھاڑ میں جاو زِوا گرمی میں بھرکس نکل گیا ہے میرا پتا نہیں کہاں رہ گیی ہے یہ لڑکی -- زِوا کی شان مین قصیدے پڑتے اس کی نظر اپنی طرف آتے طراب پر پڑی تھیں -- شٹ یہ نیولا کہاں آ رہا ہے -- کیا میرے پاس----- طراب کے نزدیک بڑھتے قدم پر وہ ایک دم بوکھلات کا شکار ہوتی انکھیں زور سے میچیےشدت سے اپنے غایب ہونے کی دعا کی تھی پر طراب کی آواز پر ناچار انکھیں کھولنا پڑیں

نیند پوری نہیں ہوی آپ کی مس ڈورا جو آدھی دوپہر دھوپ میں کھڑی پوری کر رہیں ہیں --اوزگل کے ہاتھ سے کتاب لیتے دوستانہ انداز میں پوچھا --

بلکل سر آپ نے جگا دیا ورنہ میں بہت گہری نیند میں تھی -- دانت چباتے طراب کو گھورا تھا جس نے ناول کی ورق گردانی کرتے ایک نظر اپنے سامنے کھڑی لڑکی پر ڈالی تھی ---

اوہ میں معزرت خواہ ہوں کے آپ کو نیند سے جگایا پر کیوں کے یہ ہسپتا ل آپ کے باپ کا نہیں ہے تو برایے مہربانی اپنا آلسی پن چھوڑ کے کچھ محنت کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا --- مس دوڑا ---- ہاتھ میں پکڑاناول اوزگل کے سر پر دستک کے انداز میں مارتے تنبیہی کی تھی ---

ہسپتا ل آپ کے باپ کا بھی نہیں ہے سر جو آپ کسی کو بھی الٹے ناموں سے بلاتے رہیں گے --- کندھے سے کھسکتے بیگ کی سٹریپ کو ٹھیک کرتے بڑی سمجھداری سے جواب دیا تھا ۔ پر طراب کے ماتھے پر ڈلتے بل اور عمیر کی بے ساختہ چھوٹتی ہنسی نے احساس دلیا تھا کیا بول گیی تھی --- اف اوززگل افف

بلکل میرے باپ کا نہیں ہے پر میرا ضرور ہے جسے میں نے دھوپ میں سو کر، بریک اپ پر رو کر اور ،بے ہودہ ناولز پڑھ کر حاصل نہیں کیا ----ہاہ کیا بے ہودہ ناولز ،بریک اپز،اوزگل کا صدمے سے منہ کھلا تھا یہ زیادہ پرسنل تھا --- نیولا کہیں کا

محنت کی ہے تو بہتر یہی ہے آپ بھی محنت کریں آیندہ کے بعد مجھے آپ فضول کاموں میں بزی نظر آ ی تو سمجھیے گا آپ کا میرے ہسپتا ل میں آخری دن ہے ۔مس ڈورا ---- بات کے اختتام پر اسے زچ کرنا نہیں بھولا تھا

میں بریک اپ پر نہیں رو رہی تھی ،اور بے ہودہ ناول نہیں ہے یہ اچھا ---اس کے ہاتھ سے ناول جھپٹتے ناک سے پھسلتی عینک دوبارہ انکھوں پر جمایی تھی

کسی پر الزام لگانے والے جہنم کے آخری درجے میں جلتے ہیں --- طراب کو اپنے قریب سے گزرتے دیکھ اونچی آواز میں کہا تھا پر وہ ان سنی کرتا بلدنگ کے اندر داخل ہوا ---

اور جو دوسروں کا الٹا نام لیتے ہیں وہ وہ جلدی مر جاتے ہیں -- آمین انشاللہ غصے سے پاوں پٹکتے اپنے اندر کے ابال کو باہر نکالا

اس سے دور ہوتے طراب کے کانوں میں آتی اوزگل کی آوازیں اسے مسکرانے پر مجبور کر رہی تھیں -- گرے ڈرریس شرٹ میں شرٹ کے پہلے دو بٹن کھلے تھے انکھوں کے پاس بنا لال نشان اس کے مسکرانے پر پھیلا تھا ہونٹوں کے کناروں کو انگھوٹے کی مد سے سہلاتے ارد گرد گزرتے لوگوں نے گردن موڑے طراب کو دیکھا تھا -- ہر وقت کاٹ کھانے کو دوڑتا شخص مسکراتا اچھا لگ رہا تھا۔

سر آپ جانتے ہیں آپ کس جگہ اپنے آپ کو پھنسا رہے ہیں -- عمیر کب سے ضبط کرتا بلآخر بول پڑا تھا۔

آفس کا دروازہ کھولتے طراب کے ہاتھ ہینڈل پر رکے ---

دماغ کو کسی انسان کو پسند کرنے میں صرف چار منٹ لگتے ہیں--- اور وہ بھی بنا الفاظ کے صرف بوڈی لینگویج اور ٹون سے ۔سو عمیر میری زندگی سے وہ چار منٹ کب کے گزر چکے ہیں تمھے مجھے پہلے روکنا چاہیے تھا --

افسوس سے کہتے وہ آفس میں داخل ہوا

سر ہم اپنے گول سے نہیں ہٹنا عورت مرد کو کہیں کانہیں چھوڑتی ہمارا مقصد یہ نہیں ہے ---

بے فکر رہو عمیر نہ میں مقصد بھولا ہوں نا عورت کے فریب کو بھولا ہوں --- پر دماغ کا کچھ نہیں کر سکتا کسی کے بارے میں سوچ رہا ہے تو سوچنے دو ----- ہاں جنگ جیت جانے کے بعد مالے غنمیت میں اوزگل میر مل جایے تو جنگ جیت جانے کا مزہ ڈبل ہو جایے گا --- سر کرسی کی پشت سے ٹکایے انکھیں موندے عمیر کو تسلی دی تھی -- اس کے چہرے پر نظریں گاڑھے کھڑا عمیر چہرے پر بے سکونی لیے طراب کو دیکھتا رہا تھا،وہ کہنا چاہتا تھا کہ --- مالِ غنمیت کے ساتھ آنے والی وباییں بستیاں اجاڑنے کی صلاحیت رکھتی تھیں ---

---

چاروں جانب ڈھنپی جھاڑیوں میں چھپا گھر آج بھی اتنا ہی پر اسرار تھا اندھیرے میں ڈوبے گھر کی طرف قدم بڑھاو تو سوکھے پتوں کی کڑکڑاہٹ سے پیدا ہوتی آواز رونگٹے کھڑے کرتی تھی -- گھر کے اردگرد پھرتے جنگلی کتوں کی آوازیں اور ان کی خوفناک آنکھیں کسی بھی انسان کو اس کے قریب کیا دور بھی نہیں بھٹکنے دیتی تھی --

زنگ آلودہ دروازے سے اندر داخل ہو تو اندھیرے میں ڈوبا ہال آج بھی اتنا ہی خاموش تھا ہاں آج اس خاموشی میں ، پر اسراریت میں ڈوبی معنی خیز خاموشی محسوس کی جا سکتی تھی --- سڑھیوں سے نیچے تہ خانے میں قدم رکھیں تو -- سرخ روشنی آنکھوں میں پڑتی ماحول سے مانوس ہونے کے لیے وقت مانگتی تھی --- ایک کونے میں کھڑا رہبر اپنی شاطر آنکھیں سامنے کھڑے بچے پر گاڑے ہویے تھا اس کے سامنے بیٹھا شہریار بے تاثر چہرے سے سکرین پر نظر آتے منظر دیکھ رہا تھا ---جہاں کچھ لوگ اپنے سامنے پڑی ٹرے میں سے کچا گوشت بڑی رغبت سے کھا رہے تھے یہ وہی گوشت تھا جو انہوں نے کچھ دیر پہلے انسانی جسم سے الگ کیا تھا ----

رہبر بڑے غور سے شہریار کے چہرے کے تاثرات کو جانچ رہا تھا پر اس کی انکھوں اور سپاٹ تاثرات سے کچھ بھی اندازہ لگانا مشکل تھا ---کیسا لگ رہا یہ سب ---بالآخر رہبر کی آواز کمرے کی دیواروں سے ٹکرایی تھی --

ٹھیک ہے ایک اد بار دیکھ لو تو پھر اتنا خوفناک نہیں لگتا جتنا پہلی بار دیکھنے میں لگتا ہے --- نظریں سکرین سے ہٹایے بغیر جذبات سے عاری آواز میں جواب آیا تھا جو رہبر کو مزید بے چین کر گیا تھا ----ایک آخری نظر شہریار پر ڈالے وہ سڑھیوں سے اوپر آیا تھا --- تہ خانے کے ساتھ والے کمرے میں موجود شخص کو دیکھا تھا جو سوچ کی لکیر ماتھے پر سجایے ٹی وی پر نظر آتے حیدر ابراہیم کے ٹاک شو کو دیکھ رہا تھا ---

مجھے لگا تھا جتنا بہترین تحفہ بھیجا ہے اس سے زیادہ دھماکے دار ریکشن تو ہو گا پر یہاں تو یہ سب آپس میں لڑنے میں مصروف ہیں -- تمسخر سے کہتے رہبر نے کمرے کے وسط میں پڑے ٹیبل سے حرام مشروب گلاس مین انڈیلتے سٹریچین کی طرف گلاس بڑھیا --

دشمن کو کمزور سمجھنا بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے رہبر--

کمزور نہیں سمجھ رہا سر پر ،اتنا ٹھنڈا ردِ عمل ----واین کا گلاس منہ سے لگاتے سٹریچین سے نظریں ٹی وی پر نظر آتے حیدر کے چہرے پر ٹکای تھی

ٹھنڈا ردعمل نہیں ہے یہ رہبر--- اپنے لوگوں سے کہو کے چوکس رہیں اپنی چاروں جانب نظررکھیں یہ لوگ جو دکھا رہے ہیں وہ کر نہیں رہے --رہبر نے ناسمجھی سے سٹریچین کو دیکھا

جنگ میں چوٹ کھایا ہوا سپاہی زیادہ خطرناک ہوتا ہے --ایک سانس میں گلاس خالی کرتے ٹیبل پر رکھے ریموٹ سے ٹی وی کی آواز میوٹ کی تھی اب صرف چہرے واضح تھے --خاموش چہرے ---

اس بچے کو تیار کر رہے ہو ----

تیار تو کر رہے ہیں پر؟؟؟؟ سٹریچین نے سوالیہ نظروں سے رہبر کو دیکھا تھا جو کمرے کی دیوار پر بنے اُلو کے نشان کو دیکھ رہا تھا

پر میں متفق نہیں ہوں سر اس بچے کو اس سب کا حصہ بنانے میں --

پوری بات کرو رہبر۔

سر وہ بچہ نارمل لگ رہا ہے ---بلکل نارمل جیسے یہ سب کرنا اس کی خواہش ہو وہ اسی سب کے لیے آیا ہو---

تو یہ تو ہمارے لیے اچھا ہے رہبر جتنا شور کم ہو گا کام اتنا بہترین ہو گا--- سٹریچین دیوار کے قریب ہاتھ پیچھے باندھے بڑے غور سے دیوار پر لگی تصویروں کو دیکھ رہا تھا چھوٹے سایز میں لگی مختلف بچوں اور لڑکیوں کی تصویریں چپساں تھیں، تمام تصاویر اس زاویے سے لگای گی تھیں کے دور سے دیکھنے پر وہ ایک بہت بڑے اُلو میں تبدیل ہو جاتی تھی --

تمہیں مسلہ کس چیز سے ہے اس کے نارمل ہونے پر یا--- دیوار پر لگی تصویر پر ہاتھ پھیرتے بات ادھوری چھوری

مسلہ اس کے نارمل ہونے پر ہے جس بچے نے جان پر کھیل کر ہماری مخبری کی ،اتنے تشدد کے بعد بھی زبان نہیں کھولی ،اتنے دنوں سے سب کو مشکل میں ڈلاہو اہےاب ایک دم ہر چیز کے لیے مان جانا

، بغیر کسی ہجت کے جو کہ رہے ہیں عمل کرنا ان سب میں انٹرسٹ شو کرنا ۔۔ عجیب ہے ۔۔ اپنی بے چینی کی وجہ بتاتے سٹریچین کی پشت کو دیکھا تھاجو بڑے منہمک انداز میں نیی تصاویر کو خاص زاویے سے دیوار کا حصہ بنا رہا تھا۔۔

تم ایک بچے سے ڈر رہے ہو رہبر اس کو تمہاری دور اندیشی سمجھوں یا ڈرپوک پن۔۔۔ سٹریچین کی آواز میں ہنسی کی ملاوٹ نے رہبر کو شرمندہ کیا تھا۔۔

پر میرا خیال میں تم ٹھیک کہہ رہے ہو ہمیں محتاط رہنا چاہیے ،دو قدم پیچھے ہٹ کر دیوار کا معاینہ کیا ۔۔

تو ایسا کرو اس بچے کو احسن مراد کی شاگردی میں دے دو ہاتھوں پر لگی نادیدہ مٹی جھارتے رہبر کو ہدایت دی ۔۔جو آخری بات سنتے تعجب سے سٹریچن کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

تمہیں کہا تو تھا ہمیں تین سمتوں میں دیکھنا ہے تو جس سمت میں ہمارے پکڑے جانے کا خدشہ ہے وہا ں احسن مراد ہمیں بچایے گا۔۔۔رہبر کے ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ پھیلی تھی ۔۔۔ مطلب وہ بچہ کچھ کرے گا بھی تو ہمارے ہاتھ تو صاف ہیں ۔۔۔۔۔رہبر کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلاتے سٹریچین کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔

بے آواز چلتے ٹی وی پر اب کویی اشتہار چل رہا تھا ٹی وی کی روشنی سامنے دیوار پر پڑتی تصویروں سے بنے اُلو کے نشان کو روشن کرتی ہیبت طاری کر رہی تھی ۔۔۔۔جنگ کا آغاز ہو چکا تھا خاموش جنگ جس میں پہلے سے ہی چاروں جانب حفاظتی دیوار کھڑی کر دی گیی تھی۔۔۔

دروازے کو ہلکا سا کھولے زِوا نے سر اندر ڈالے اوزگل کو ڈھونڈنا چاہا تھا جو کرسی پر بیٹھی پورے دھیان سے بیڈپر لیٹے مریض کی ٹانگ کو مخصوص اینگل سے گھماتے ہدایت بھی دے رہی تھی ۔۔۔ بینگز اج ماتھے پر گرے ہوے تھے کندھوں تک آتے بالوں کو پونی میں باند رکھا تھا جو چھوٹے ہونے کی وجہ سے کسی ڈنڈے کی طرح سیدھے کھڑے تھے ۔۔ انکھوں پر لگی عینک بار بار پھسل کر ناک کے اینڈتک آتی تھی جسے واپس شہادت کی انگلی سے صیح کیا جاتا تھا ۔۔

زِوا نے حیرانی سے اوزگل کا سنجدہ انداز دیکھا تھا بہت کم ہوتا تھا وہ تھیرپی کے دوران بولنا بند کرے ۔۔ کندھے سے لٹکتے بیگ کو کرسی پر رکھے گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہاتھ بڑھا کر اوزگل کی بوتل سے پانی پیتے اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرتے سر ٹیبل پر گرایے انکھیں موندی تھیں ۔۔۔

آج ملکہ زوا مراد نے مجھ ناچیز کے ہجرے میں آکر ہمارے غریب خانے کو رونق کیسے بخش دی ۔۔۔ زِوا نے بازو پر گال ٹکا کر اوزگل کا جلا کٹا انداز ہضمم کیا ۔۔۔

جہاں تک مجھے یاد ہے ہماری دوستی ہو گیی تھی رات میں ہی اور آپ نا چیز نے مجھے معاف کر دیا تھا۔۔ٹیبل پر دونونبازو پھلایے سیدھے گال کو اس پر رکھے انکھیں چھوٹی کیے اوزگل کو کل رات کا معافی نامہ یاد کروایا ۔۔۔

ہاں بلکل سب کو معاف میں کرتی پھروں ، بے عزتیاں میں کرواتی پھروں ۔۔۔ اس کے بعد بھی میں ہی بُری ہوں صیح ہے بلکل صیح ٹیبل پر پڑے سامان کو پٹکھٹے بالوں میں لگی پونی کھینچ کر اتارتےزِوا کو ماری

آنٹی نے بے عزتی کی ہے یا عالیار سے کروایی ہے ۔۔۔

نہیں آج تو میری بے عزتی میں ماشاللہ سے دوسرے لوگو ں نے بی حصہ ڈالنا شروع کر دیا ہے ۔۔۔۔

کیا انکل نے بھی کر دی ہے آج ۔۔۔ انگڑای لیتے اوزگل کے لال ببھوکا چہرے کو دیکھا

نہیں نیولے نے ۔۔۔تھپ سے چیر پر بیٹھتے روندھے لہجے میں کہا ،زوا نے انکھیں چھوٹی کیے اوزگل کو دیکھا تھا کل تک ان کے سرکل میں کویی نیولا نہیں تھا۔۔

سر طراب عالمگیر کیا سمجھتے ہیں خود کو ۔۔۔ ہر ٹایم مجھ پر نظر رکھی ہوی ہے کیا کھا رہی ہوں،کس سے مل رہی ہوں ہر چیز سے مسایل ہیں میں بتا رہی ہو ں اب اب انہوں نے مجھے کچھ کہا تو میں نے گردن مڑوڑکر کچومر نکال دینا ہے ۔۔

غصے سے بولتے ہونٹوں کو باہر کی طرف نکالتے پھونک ماری تھی ماتھے پر گرے بال بے ترتیب ہوے تھے ۔۔زوا نے توصیفی نظروں سے اوزگل کو دیکھا تھا

ہمم گڈضرور کچومر نکالنا ابھی لنچ کے لیے چلو بہت بھوک لگ رہی ہے ۔۔۔دروازے پر ہاتھ رکھتے اوزگل کو چلنے کا اشارہ کیا ۔۔

لنچ کون کروایے گا میں تو صدمے میں ہوں ۔۔۔۔ اور

میں کروا رہی ہوں ۔۔۔۔

ہینڈسم ہے یہ بندہ تو مطلب کیا ہم کچھ بھی برداشت کریں گے ۔۔۔ ایک بار ہوتا ہے دو بار اب تو میں نے بھی لحاظ نہیں کرنا ایسا جواب دینا ہے کے بس۔۔۔ ہوٹل میں پھیلی اشتہاانگیز خوشبو بھوک کو مزید ہوا دے رہی تھی ۔۔ رش کچھ کم تھا ۔۔۔ اینٹرنس کے سامنے موجود ٹیبل پر بیٹھے زِوا اور اوزگل سامنے پرے

کھانے سے بھر پور انصاف کر رہے تھے -- اوزگل کی چلتی زبان پر زوا بس سر ہلا رہی تھی ---فوکس سامنے پری پلیٹ پر تھا

مجھے بھی وہ بندہ کچھ پسند نہیں آیا ---

تو ہم نے کون سا رشتہ دینا ہے --اوزگل کی بکواس پر زِوا کا منہ میں چمچ ڈالتا ہاتھ رکا تھا--- سر جھٹکتے بات جاری رکھی ---

میں نے ریسرچ کیا ہے ان کے بارے میں ----

تم نیولے کو سٹاک کر رہی ہو ---توبہ توبہ ----کانوں کو ہاتھ لگاتے بھر پور طریقے سے زِوا کو تپایا تھا--- تم سے کوی دس سال تو بڑے ہوں گے پلیٹ میں فرایڈ رایس نکالتے تبصرہ کیا پر زِوا کی گھوری پر باقی بات منہ میں دبای ۔

سٹاک نہیں کیا بس ایسے ہی ---کچھ عجیب ہیں ----اتنی ویب سایٹس پر ایک ہی انفرمشن نا کم نا زیادہ ، بزنس مین کا ہسپتال میں انٹرسٹ-----

امیر لوگو ں کو شوق ہوتا ہے پوری زندگی حرام کماو اور آخری عمر میں ایسا کوی ادارہ کھول کر گناہ دھو لو--- سٹرا دانتوں میں پھنسایے زِوا کی پلیٹ سے فرایز اٹھا یے --

پتا نہیں شوق ہے یا کیا پر عجیب ہے کچھ ان میں ان کے اردگرد کچھ نیگیٹو سا ہے جو بے چین کرتا ہے ------

تم زیادہ سوچ رہی ہو زِوا حالانکہ مجھے سوچنا چاہیے میری بے عزتی زیادہ ہوتی ہے پر دیکھو---ہاتھ لمبے کیے گردن اکڑایی تھی -- زِوا بے ساختہ ہنسی تھی ---

تم تو پھر ڈھیٹ ہو نا ---میرے حساب سے انسان کو تمہارے جیسا ہونا چاہیے

ڈھیٹ؟؟؟؟اوزگل کے جملہ مکمل کرنے پر زوا اداسی سے مسکرای

نہیں--- لاپرواہ، زندگی سے بھرپور، خوش ، مطمن آخر میں آواز ہلکی ہوی تھی ---اوزگل نے آنکھیں چھوٹی کیے زِوا کے کھویے انداز کو دیکھا تھا

تم نہیں ہو کیا خوش،مطمن،لا پرواہ --

نہیں ---ایک لفظی جواب

تم طراب سر کو کہہ رہی تھی تم خود بھی عجیب ہو---ناک چرہاتے اوزگل نے دونوں ہاتھ ٹیبل کی سطح پر رکھتے ہتھیلی پر چہرہ ٹکایا

بہت کچھ اندر رکھا ہوا ہے تم نے بس باہر سے آو ملو اور جاو--- اتنے سال ہو گیے ہماری دوستی کو اور میں تمہں جان ہی نہیں پایی ---

اور کیا جاننا چاہ رہی ہو تم ----

جو تمہیں تکلیف دیتا ہے ،بے چین رکھتا ہے ---کچھ ہے زِوا جو تم نے چھپا رکھا ہے، کچھ ایسا جو تمہے اندر سے کھا رہا ہے ، اسے نکال دو شاید تمہاری تکلیف کم ہو جایے ---

کسی کی تکلیف کویی کم نہیں کر سکتا اوز--- ہر انسان کو اپنے راز کی حفاظت خود کرنا ہوتی ہے ---- اپنی تکلیفوں کے اشتہار لگانا شروع کر دو تو مسلے کم ہونے کی بجایے بڑھ جاتے ہیں ---

ڈیپینڈ کرتا ہے آپ کسے اپنا رازداں بنا رہے ہیں---- جو وفا نبھانی جانتے ہوں وہ آخری سانس تک آپ سے بھی زیادہ آپ کے رازوں کی حفاظت کرتے ہیں ---میں تمہیں انسسٹ نہیں کر رہی پر کبھی تکلیف حد سے بڑھ جایے تو میں ہمشہ تمہارے لیے موجود رہوں گی ----اوزگل کے خلوص سے بھرپور انداز سے زِوا بس مسکرا ہی سکی تھی ---جو اگر وہ سچ میں اپنے راز کاحصہ دار اوزگل کو بنا لے تو کیا سب ایسا ہی رہے گا جیسا ہے ؟؟کچھ بولنے کے لیے کھلتے لب اوزگل کا چہرہ دیکھتے خاموش ہوے تھے ----

کیا ہوا؟ پھیلی ہوی انکھیں اور لب دیکھتے زوا نے پریشانی سے اوزگل کا بازو ہلایا ۔

حیدر ابراہیم----

کون حیدر ابراہیم؟؟ زِوا نے گردن موڑے اوزگل کی نظروں کے تعقب میں دیکھا تھا جہاں بیٹھا شخص پی کیپ اور ماسک میں اپنے سامنے بیٹھے دونوں افراد کو کچھ بتا رہا تھا

اب یہ نہ کہنا تم اسے نہیں جانتی --اوزگل نے نظریں ہٹایے بغیر زوا سےحیرانی سے پوچھا ۔

ہاں تو میں نہیں جانتی -----

بیوقوف انسان یہ حیدر ابراہیم ہے جنرلسٹ اففف میں تو سیلفی لیے بغیر نہیں جاوں گی ---- تیزی سے زمین پر گرے بیگ میں سے موبایل نکالتے ٹیبل کی طرف بڑھی تھی پر زوا کے ہاتھ کھیچینے پر دھپ سے کرسی پر واپس گری

کیا مسلہ ہے یار چھوڑو وہ چلا گیا نا زوا میں بوتھی توڑ دوں گی تمہاری ----

ایک تو تم کب سے ٹاک شو سننے لگی اور دوسرا --- یہ چیپ حرکت کی ضرورت کیا ہے اگر وہ وہی ہے جو تم سمجھ رہی ہو تو بھی پبلیک پلیس پر ایسی بے ہودگی کی ضرورت نہیں ہے ہم واپس جا رہے ہیں --- اوزگل کے ہاتھ سے موبایل چھینتے اسے انکھیں دکھای

ٹاک شو کون پاگل دیکھتا ہے میں تو اس ہینڈسیم کو دیکھتی ہوں --اور دوسرا میں پبلیک پلیس پر یہ چیپ حرکت کروں گی میری جان اور پکچر آپ ہی لیں گی --- زوا کے گال کو زور سے کھینچتے اوزگل تیزی سے حیدر کے ٹیبل کی طرف بڑھی تھی ---زوا دانت کچکچاتے اپنا اور اوزگل کا بیگ اٹھایے اس کی طرف بڑھی ---

حیدر ابراہیم --- اپنے پیچھے سے آتی پر جوش آواز پر حیدر کے ساتھ صفوا ن اور اورہان نے بھی حیدر کے پیچھے کھڑی لڑکی کو حیرانی سے دیکھا تھا جس حلیے میں حیدر تھا اس کو پہچنانا نا ممکن تھا ---

سوری آپ کسی اور کے دھوکے میں مجھے بُلا رہی ہیں پر میں وہ نہیں ہوں ---ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں اپنے سامنے کھڑی اوور اکسایٹڈ لڑکی کو ایک نظر دیکھ کر جواب دیا تھا ---فینز بھی نہ

آپ حیدر ہی ہیں میں نے پہچان لیا ہے --آپ بس ایک سیلفی لے لیں ---اوزگل کی چیخ پر زِوا نے شرمندگی سے بھنویں میچی --- کاش کوئی ایسا وضیفہ ہوتا جسے پڑھ کر وہ منظر سے غائب ہو جاتی---

آپ بس ایک سیلفی لے لیں اور یہاں سائن کر دیں پلیززززز -- وائٹ سٹالر حیدر کے آگے کیے چہرے کو معصوم بناتے ہونٹ باہر نکالے

صفوان نے آنکھیں گھمائی تھیں اور اورہان بڑے مزے سے سامنے ہوتا ڈرامہ دیکھ رہا تھا پشت زوا کی جانب ہونے کی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہیں پایا تھا۔

حیدر ماسک نیچے کیے بڑے تحمل سے اوذگل کے ساتھ کھڑا ہوا -- اور اوذگل کی کھیلیں بانچھیں سامنے بیٹھے افراد کو مسکرانے کے پر مجبور کر گئ تھیں --

زوا پکچرلو جلدی ایک ایسے اور دوسرا سر سٹالر پر سائن کریں گے تب --- تیزی سے زوا کو ہدایت دیتے وہ حیدر سے فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی اور زوا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی موبائل میں ایک ساتھ کتنی تصویریں لی تھیں پر شاید آج قسمت خراب تھی ---

مس خودکشی آپ دن میں بھی باہر نکلتی ہیں کیا--- اورہان نے اوذگل کے مخاطب کرنے پر اپنے پیچھے کھڑی لڑکی کو دیکھا تھا اور زِوا کو دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوئی تھی --- حیدر اور صفوان نے بھی اورہان کے لہجے میں چھپی خوشی دیکھ نظریں زوا کی جانب موڑیں۔

آپ لوگ جانتے ہیں ایک دوسرے کو ---

نہیں ہم نہیں جانتے اوز بہت ہو گیا چلو یہاں سے اورہان کا چمکتا۔ چہرہ بتا رہا تھا وہ سب کچھ اگلنے والا ہے زوا اوز گل کا ہاتھ کھینچنے جانے کے لیے موڑی تھی پر اورہان تیزی سے اس کے راستے میں آیا ۔۔

احسان فراموشی کی بھی حد ہوتی ہے مس خودکشی ۔۔۔ آنکھوں میں شرارت لئے بڑے افسوس سے کہا ۔۔

میں نے آپ کی دوست کو خود خوشی سے بچایا تھا ۔مخاطب اوذگل تھی

تم مجھے بتائیے بغیر سوسایڈ کر رہی تھی ۔۔ زوا نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا کیا سب ہی پاگل ہیں ۔۔

چی چی چی ۔۔ اچھا نہیں کیا آپ نے مس خودکشی کم از کم پلین میں دوست تو شامل کرتی ۔۔

بکواس بند کرو تم اپنی ڈنگر انسان ۔۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی بوتل اورہان کے کندھے پر ماری تھی اور تم اوذگل کی طرف منہ کیا تھا کوی خودخوشی نہیں کر رہی تھی بکواس کر رہا ہے۔

اچھا میں تو پہلے ہی کہتی تھی تم کچھ چھپاتی ہو اور رات کے اندھیروں میں خودکشی کرتی پھر رہی ہو وہ بھی بتائیے بغیر۔۔۔

اور میں نا ہوتا تو آپ کی خوبصورت دوست چڑیل اس وقت قبر کی صورت آپ کے سامنے ہوتی۔۔ توبہ توبہ۔۔ کندھے کو ہاتھ سے سہلاتے سر دائیں بائیں ہلایا تھا۔۔ صفوان اور حیدر حیرانی سے اورہان کا ڈرامہ حضم کرنے کی کوشش میں تھے وہ بلا ضرورت لڑکیوں سے مخاطب نہیں ہوتا تھا اور اب صفوان نے آنکھیں چھوٹی کیے اورہان کو دیکھا ، جس کی آنکھوں میں چمکتی شرارت کوئی اور داستان سنا رہی تھی ۔

تم جاہل ڈنگر انسان ۔زوا دونوں ہاتھوں سے اورہان کے بالوں کو نوچتے چیخی تھی ۔یہ حملہ اچانک تھا حیدر اور صفوان تیزی سے ان کی جانب آیے ۔۔

پاگل ہو کیا میں منہ توڑ دوں گی تمہارا بیوقوف ۔۔ اوذگل نے کمر میں ہاتھ ڈالے زوا کو پیچھے کھینچا تھا جو واقع اورہان کو قتل کر دیتی ۔اورہان نے مسکراہٹ دباتے بکھرے بالوں کو ہاتھوں سے سیٹ کیا تھا کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑے آگ کا گولا بنی زوا کو دیکھا ۔

ہم معذرت خواہ ہیں محترمہ اس کا علاج چل رہا ہے آپ پلیز جائیں صفوان لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ سمجھداری سے بولا تھا

تو علاج کرائیں اپنے دوست کا ایسے کسی کو تنگ کرنا اچھی بات تو نہیں ہے ۔صفوان نے تحمل سے اوذگل کی بات سنی تھی جو پانچ منٹ پہلے زوا کے خودکشی کے پلین میں شامل نا ہونے پر صدمے میں تھی ۔۔

بہتر ہاتھ سے دروازے کی جانب اشارہ کیے مزید بحث سے روکا۔

جی نہیں ایسے تو نہیں جانے دوں گا آپ کو شکریہ تو کہنا چاہیے نا اپنی جان پر کھیل کے میں نے آپ کی جان بچایی تھی اور آپ اوپر سے حملہ کرتی پھر رہیں ہیں --- اب پہلے سوری بولیں میرے حسین بالوں کا حشر کرنے پر اور پھر میری کافی کا بل پے کریں آپ کی جان بچانے پر ایک بار پھر زِوا کے راستے میں آتے اورہان نے سنجیدہ رہنے کی بھر پور کوشش کی تھی پر ہونٹوں سے پھوٹتی ہنسی اور آنکھو کی شرارت پر زوا کا دماغ اور گھوما تھا

تم جیسے مشٹنڈوں کو نا پاگل خانے کی بجیایے جیل بھیجنا چاہیے --- پاس پڑی کافی جو کے قدرے ٹھنڈی ہو چکی تھی اورہان کی طرف اچھالی تھی پر بر وقت حیدر کے پیچھے پناہ لیتے کافی سامنے کھڑے حیدر کی سفید شرٹ اور چہرے کو داغدار کر گیی تھی ---

ہایے او ربا بیڑہ تڑ جایے تیرہ زِوا تو نے میرے کرش پر ہی حملہ کرنا تھا----

دیکھیں محترمہ یہ تیسرا احسان کر رہا ہوں آپ پر میرے عزیز پر جانی حملہ کرنے پر بھی میں آپ پر کوی مقدمہ نہیں کروں گا۔ حیدر کے پیچھے سے منہ نکالے زوا کو مخاطب کیا ---

ڈنگر بدتمیز---اُلوکے------ اس سے پہلے زِوا کی ڈکیشنری سے سارے لوگ مستفید ہوتے ہوٹل کے منیجر کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ صفوان نے اورہان کو انکھیں دکھای تھیں---

میں اس کی طرف سے معزرت کرتا ہوں محترمہ آپ پلیز ان کو لے کر جایئں اس سے پہلے کے کوی اور نقصان ہو ---اوزگل کو اشارہ کرتے زِوا کو لے جانے کا اشارہ کیا تھا اوزگل بھی صورت حال کو سمجھتے زِوا کو گھسیٹتے کیفے سے باہر نکلی تھی

مس خودکشی حساب برابر نہیں ہوا تین بار بچا لیا ہے آپ کو اگلی بار حساب چکتا کریں گی آپ ---اپنے پیچھے آتی اورہان کی آواز نے زاو کو مزید تپایا تھا۔

اس سے پہلے اورہان مزید کچھ کہتا حیدر کی خون آشام نظروں کو اپنے پر گڑھے دیکھ دو قدم پیچھے ہوا تھا

مجھے کیوں گھوڑ رہا ہے اس نے پھینکی تھی ۔

اور تپایا کس نے تھا اسے ڈنگر انسان --- حیدر کے زوا کے ڈایلاگ کاپی کرنے پر صفوا ن کی ہنسی چھوٹی تھی -- اورہان نے شکایتی نظروں سے دونوں کو دیکھا تھا

کیا بے ہودگی تھی یہ تم لوگو کی یہی حرکتیں رہیں تو بس کر لیا ہم نے کیس حل ----گاری کی چابیاں اٹھاٹتے حیدر غصے سے بربرایا تھا ایک تو آدھی دوپہر اسے کیس ڈسکشن کے لیے بلایا تھا اوپر سے یہ تماشہ --

کل شام پانچ بجے گھر آ جانا پبلک پلیس پر ایسی ڈسکشن مناسب نہیں ہے اور چیف کے مطابق ہم تینوں کا اکٹھے نظر آنا بھی ٹھیک نہیں ہے ---- حیدر کو مخاطب کیے بغیر پلین بتاتے ٹیبل سے چیزیں سمیٹتے اورہان کو چلنے کا اشارہ کیا ----

اور حیدر تو آخری لفظوں میں اٹکا ہوا تھا کل شام پانچ بجے گھر ---کیا اس نے گھر کہا تھا گھر اور صفا ---مطلب گھر میں صفا سے مل سکتا تھا آخر کا ر تین سالوں بعد ورنہ ایک دو بار مال میں اتفاقِ ملنے کے علاوہ ان کا سامنا دوبارہ نہیں ہوا تھا --- اور اب تین سالوں بعد دشمنِ جان سے ملنا دل بلیوں اچھلا تھا۔

تمہے یقین ہے کے یہی ایڈریس ہے-- صفوان نے گاڑی کے شیشے سےسامنے نظر آتے ڈھابے کو دیکھ کر اورہان سے پوچھا -

شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے سٹریٹ لائٹس کی روشنی میں ڈھابے پر کافی گہما گہمی تھی

ہاں یہی تھا -- کون جائے گا ----پی کیپ کو ماتھے پر جھکاتے ماسک سے چہرہ ڈھانپتے پوچھا --

میں تم یہیں سے نظر رکھنا ۔گاڑی کا دروازہ کھولتے ماسک کو ناک پر کچھ اور کھینچا ----

چاروں جانب گردن گھمائے صفوان نے کاونٹر کے پیچھے کھڑے لڑکے کو پاس آنے کا اشارہ کیا تھا---

جی صاحب کیا لاؤں ---سٹیل کی ٹرے سینے سے لگائے پروفیشنل انداز میں پوچھا ---

بوس کہاں ہے تمہارا ----

تم کو کیا کام ہے ----انکھیں مشکوک انداز میں سکورتے صفوان کو اوپر سے نیچے تک گھورا -- جو بلیو جینز اور پولو شرٹ میں پی کیپ اورماسک میں عجیب لگ رہا تھا---

بوس کہاں ہے تمہارا ---بات دوبارہ دہراتے ہاتھ سے بچے کے کندھے کو تھپکاانداز اتنا سنجیدہ تھا کے بچہ کچھ دور بیٹھے شخص کی طرف اشارہ کرنے پر مجبور ہوا تھا---

ڈھابے کے اندر بنے کاونٹر پر جھکا بے ڈول آدمی چالیس کا ہندسہ عبور کر چکا تھا ماتھے پر بل اور منہ میں پان چباتے غور سے موبائل میں مصروف تھا---

خواجہ صاحب کچھ معلومات چاہیے تھیں دینا پسند کریں گے۔ ٹیبل کو انگلی سے بجاتے موبائل سکرین میں گھسے شخص کو مخاطب کیا ۔۔۔۔۔

جی فرمائیں کیا معلومات چاہیے

الگ میں مل لیں تو بہتر رہے گا۔۔۔

لے میں تیری معشوق تھوڑی ہوں جو الگ میں ملتا پھروں ۔۔۔بے ہنگم قہقہہ لگاتے صفوان کو دیکھا۔

معشوق تو نہیں ہیں جناب پر بات یہاں کی تو دوبارہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے ۔۔

کیا بکواس ہے سیدھی طرح بات کر ۔۔۔صفوان کے سنجیدہ انداز پر وہ ایک دم سیریس ہوا۔۔

ایک ہفتہ پہلے قتل ہونے والے بچے تمہارے دھابے پر کام کرتے تھے ۔۔۔ برے افسوس کی بات ہےدو معصوم جانوں کے قتل ہونے پر بھی تم نے کوئی ردعمل نہیں دکھایا۔۔۔

ککک کون سے بچے کون ہے توں نکل یہاں سے میں پولیس کو بلا لوں گا۔ کاونٹر سے باہر نکلتے وہ لڑکھڑاتی آواز میں بولا تھا ماتھے پر بہتا پسینہ اور چہرے کا اڑتا رنگ ۔۔ صفوان الرٹ ہوا ۔ وہی بچے خواجہ صاحب جو دو سالوں سے آپ کے ڈھابے پر ملازمت کر رہے تھے اور کچھ دن پہلے بے دردی سے قتل کر دیے گیے ہیں۔۔۔ اس سے پہلے صفوان کی بات مکمل ہوتی خواجہ صاحب صفوان کو دھکا دیے تیزی سے باہر کی جانب بھاگے تھے صفوان اس حملے کے لئے تیار نہیں تھا جھٹکے سے پیچھے پڑے ٹیبلز پر گرا ۔

اورہان پکڑ ۔۔ سالا بھاگ گیا ہے ۔۔ کان میں لگے آلے کو انگلی سے چھوتے اورہان کو ہدایت دیتے زمین سے کھڑے ہوتے چاروں جانب دیکھا ۔۔۔

اس طرف سے جاؤ یہاں سے سڑک کی نکر پر پہنچ جاؤ گے ۔۔۔ صفوان کو مین دروازے کی طرف بھاگتے دیکھ اسی بچے نے پیچھلی سائیڈ کی طرف اشارہ کیا ۔سر کو ہلاتے صفوان بیک ڈور کی طرف بڑھا ۔

تیزی سے ہوٹل سے نکلتے شخص کے پیچھے بھاگتے اورہان ایک جست میں کالر کو پکڑتے خواجہ صاحب کو اپنی جانب کھینچا ۔۔۔ جھٹکا شدید تھا خواجہ سڑک کے بیچ و بیچ گڑا تھا ۔۔۔

میں کسی کو نہیں جانتا جانے دو مجھے ۔۔ دونوں ہاتھ اورہان کی طرف جوڑتے زمیں سے اٹھنے کی کوشش کی جسے اورہان کے تھپڑ نے نا کام بنایا تھا۔

ٹارگٹ میر ے کنٹرول میں ہے ۔۔ خدمت کہاں کرنی ہے۔۔ اسے زمین سے اٹھتے دیکھ زور دار ٹانگ پیٹ پر مارتے

دوسری طرف صفوان کے جواب کا انتظار کیا تھا ---یہاں ہی کریں گے پھر تھانے والوں کو موقع دیں گے

جواب پیچھے سے دیتے صفوان نے پے در پے خواجہ کو مُقے مارتے آدھ موہ کیا تھا اورہان سکون سے سڑک کے چاروں جانب نظر رکھے صفوان کو اس شخص پر ٹوٹا دیکھ ریلکس سا کھڑا تھا

اگر کچھ نہیں جانتا تھا تو بھا گا کیوں تھا بے --- پھوٹ کون تھے وہ بچے کوئی تو ہو گا ان کا وارث ایک آخری ٹانگ پیٹ میں مارتے اس سڑک کے درمیان پھینکا تھا جو ہانپتے ہوئے درد سے کراہتے دونوں ہاتھ جوڑتے بولنے کی ہمت پیدا کر رہا تھا

بتاتا ہوں بتا تا ہوں -- میں نہیں جانتا کون تھے وہ بچے۔ ایک منٹ بات سنو میری -- صفوان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ ہاتھ جوڑتے بولا -

تو ایک سانس میں بات پوری کر ورنہ اس کو روکنے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ صفوان کو بازو سے دور کرتے اورہان نے زمین پر گرے شخص کو آنکھیں دکھائی تھیں ---

بتا رہا ہوں میں نہیں جانتا وہ بچے کون تھے کہاں سے آئے تھے۔ میرے ڈھابے پر کچھ آدمی آیے تھے کچھ عرصہ سلام دعا ہوتی رہی پھر انہوں نے بتا یا کے ان کے پاس بچے ہیں جو وہ مختلف گھروں اور شہروں میں کام کی غرض سے بھیجتے ہیں مجھے ان دنوں ضرورت تھی تو میں نے ان دونو کو خرید لیا--پانی --

کھانسی کے شدید پڑتے دورے پر وہ زمین پر جھکا تھا۔

باپ کے ولیمے پر نہیں آیا بات مکمل کر کتنے میں خریدے تھے وہ بچے اور کون تھے وہ آدمی ---

زور دار تھپڑ مارتے صفوان نے پاؤں بھار بیٹھتے اس کے بالوں کو جھٹکا دیا تھا

میں نے دونوں بچے ایک لاکھ میں خریدے تھے میں نہیں جانتا کون تھے وہ لوگ بس کچھ عرصہ آتے رہے پھر دوبارہ نہیں آئے ---

ایک لاکھ بسس یہ قیمت تھی ان معصوموں کی -- صفوان اور اورہان کچھ لمحے بول نہیں سکے تھے ---

وہ شاید کسی پہاڑی علاقے کے بچے تھے زبان کی سمجھ نہیں آتی تھی نہ انہیں میری نا مجھے ان کی گاہک اچھے آنے لگے تھے ان کی وجہ سے اور دو وقت کی روٹی کا خرچہ تھا بس ---

گاہک مطلب ؟ اورہان نے نا سمجھی سے زمین پر گرے شخص کو دیکھا جس کے بال ابھی بھی صفوان کے ہاتھ میں تھے

گاہک مطلب وہی صاحب کچھ دیر کے لئے سکون اور بس۔ خشک ہونٹوں کو تر کرتے ڈرتے اپنی بات مکمل کی ۔

اورہان نے صدمے سے اس شخص کو دیکھا تھا

ذلیل انسان وہ دس سال کے معصوم بچے تھے --- جنہیں تم جیسے جانور آپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہو --- تمہارے گھر اولاد نہیں ہے ---- ایک بار پھر اس پر ٹوٹتے صفوان آپے سے باہر ہوا تھا اس بار اورہان نے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی ---- ایک لاکھ --- دونوں بچے ---- گاہک --- دل ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا آنکھوں کے سامنے ان دونوں معصوموں کی لاشیں ایی تھیں پتا نہیں کس کی گود اجڑی تھی ---- کس کے لال ایسی بربریت برداشت کرتے رہے ہوں گے---

اپنی اپنی سوچوں میں گم کیس سلجھنے کی بجائے اُلجھتا جا رہا تھا---- کیسے انکشاف تھے جو ہونا باقی تھے-----

---

یہ بلکل نیا مال ہے عالیار تم خوش قسمت ہو جو تمہیں مل رہا ہے ورنہ مارکیٹ میں اس کا اتنی آسانی سے ملنا مشکل ہے--- سفید پوری میں موجود سفوف سامنے بیٹھے عالیار کی طرف بڑھاتے اس کے ایکسپریشن نوٹ کیے تھے جو تذبذب کا شکار محتاط نظروں سے گراؤنڈ کے چاروں جانب دیکھ رہا تھا۔

نہیں نہیں یہ نہیں میں یہ نہیں لوں گا ---گھبراہٹ سے پیچھے ہوتے اردگرد بیٹھے لڑکوں نے اس کی غیر ہوتی حالت پر قہقہہ لگایا ----

کیا یار عالیار توں تو ابھی بھی بچہ ہے۔ ماماز بوائے فیڈر لاکر دو اسے --- گولڈن بالوں کے سپایکس بنایے ہاتھوں میں بے شمار بینڈز پہنے کاشی نامی وہ لڑکا وہاں بیٹھے لڑکوں سے عمر میں بڑا لگتا تھا۔ پینٹ کی جیب سے پوریا نکالتے باقی لڑکوں میں تقسیم کی ---

دیکھ لے شہزادے اس کے بعد یہ سٹاک دوبارہ نہیں آنے والا ----

ٹرائے کرنے میں کیا حرج ہے عالیار --- جسٹ سنف اٹ --- اینڈ یو آر ان ہیون--- ایک اور لڑکے نے عالیار کو نیم رزا مند دیکھتے پوری میں موجود ڈرگز لینے پر مجبور کیا تھا---

کیا پرایز ہیں اس کے --- ہاتھ میں پکڑے پکیٹ کا جایزہ لیتے سرسری انداز میں پوچھا

توں آم کھا گھٹلیاں نا گن ---کاشی نے کمینی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجایے عالیا ر کی پیٹھ تھپ تھپای تھی وہ لوگ یونیورسٹی کے پیچھلے گروانڈ میں بیٹھے تھے جہاں اکا ڈکا طلبا ء موجود تھے ---

اور وہ ویڈیوز جو تم نے لاسٹ سنڈے شیرء کی تھیں وہ وہ کہاں سے ملیں گی، میں نے بہت سرچ کی تھی پر مجھے تو نہیں ملیں --- احتیاط سے پکیٹ بیگ کی زپ میں رکھتے ساتھ بیٹھے لڑکے کو مخاطب کیا جو پکیٹ سے سفید پاوڈر ہتھیلی پر پھلایے ناک کے قریب کرتے گہری سانس لیتے وہ زہر اپنے اندر اتار رہا تھا۔

وہ ایسے ملنے بھی نہیں والی پیارے ---- لڑکھڑاتے لہجے اور بند ہوتی انکھوں سے بامشکل عالیار کو جواب دیا۔

کیوں ایسے کیوں نہیں ملیں گی ---- ناسمجھی سے نطریں لڑکے سے ہوتے کاشی تک گیی

کیوں کے وہ سب ویڈیوز گوگل سے نہیں ڈارک ویب سے ملتی ہیں --- عالیار کی طرف جھکتے رازداری سے کہا

اور ڈارک ویب کیا ہے کوی سرچ انجن ہے کہاں سے ڈاونلوڈ کر سکتے ہیں----ہاہاہاہاہاہاہاہا

عالیا کے سوال پر ایک بار پھر قہقہے بلند ہوے تھے ۔وہ کھسیانہ سے ہوتے سب کو دیکھا جو ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے

بیوقوف یہ کوی ایپ نہیں ہے --- ابھی تم بچے ہو اس کو برادشت نہیں کر سکو گے --- تم بس ان پکیٹز پر گزارا کرو----

بیگ کندھے پر ڈالتے کاشی نامی لڑکا گروانڈ سے کھڑا ہو تا اکساتے لہجے میں بولتا جانے کے لیے مڑا تھا۔

میں برداشت کروں یا نہ کروں تمہاری ہیڈک نہیں ہے مجھے بس یہ بتاو کےوہ ویڈیوز کیسے اور کہاں سے مل سکتی ہیں --- کاشی کے پیچھے بھاگتے بے چینی سے پوچھا----

وہ ویڈیوز صرف ڈارک ویب پر موجود ہوتی ہیں جہاں عام انسان کی اپروچ نہیں ہے اس تک پہنچنے کا مطلب ہے تم ایک بار اس دنیا میں داخل ہو گیے تو باہر نہیں نکل سکو گے --- وہ لوگ گراونڈ سے نکلتے اب مین بلڈنگ میں داخل ہو گیے تھے محتاط انداز میں سوچ سوچ کے بولتے عالیار کے سامنے رک کر اس کی انکھوں میں جھانکا جہاں سب کچھ جان لینے کی چمک انکھوں میں واضح تھی ،کچھ دیر عالیار کے چہرے کوکھوجتے جیسے سوچا تھا کے کتنی معلومات دینی چاہیے ---

اور ----کاشف کی طویل خاموشی پر بے چینی سے پوچھا۔

اور یہ کے گوگل کبھی بھی ڈارک ویب کو انڈکس نہیں کرتا کیو نکہ یہ نیٹ ورک خفیہ اور انکرپٹڈہوتا ہے ،گوگل یا عام سرچ انجنز وہاں پہنچ ہی نہیں سکتے ---

تو تمہارا مطلب ہے گوگل سے ہم اس تک نہیں پہنچ سکتے -----

ہاں کیونکہ ڈارک ویب میں ۹۰پرسنٹ انٹرینٹ چھپا ہوا ہے ،جو کچھ ہم گوگل ،سوشل میڈیا یا یوٹیوب پر دیکھتے ہیں وہ صرف سرفیس ویب ہے ---آسان الفاظ میں یو ٹیوب ،انسٹا ،گوگل یہ سب نیٹ کا صرف ۵ پرسنٹ ہے باقی پچانوے پرسنٹ ڈارک ویب پر ہے ---دور سے عالیان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ بات سمیٹی--

تم ابھی صرف انجوایے کرو وہاں تک رسای بھی مل جایے گی --

کب کب ملے گی --- عالیان کو اپنے قریب رکتے دیکھ کاشف سے بے چینی سے پوچھا

بہت جلد جب مجھے لگے گا تم اس قابل ہو گیے ہو ---- عالیار سے ہاتھ ملاتے وہ ان کے قریب سے گزر کر نظروں سے اوجھل ہوا--

کیا کہ رہا تھا یہ --- تمہیں منع بھی کیا تھا دور رہو ان سے اچھی ریپو نہیں ہے -----ان سب کی ---- ماتھے پر تیوری چڑھایے عالیا ر کے بیگ کو کھینچا تھا جو عالیان کو اگنور کیے روش پر تیزی سے قدم اٹھا رہاتھا عالیان کے کھینچنے پر غصے سے مڑا تھا

کیا مصلہ ہے تمہارے ساتھ باپ نہ بنو میرے اپنا اچھا بُرا جانتا ہوں میں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ---

ٹھیک ہے میں باپ نہیں بنتا پر اب بابا کو ضرور بتاوں گا کے کیا کرتے پھر رہے ہو تم ۔ یونیورسٹی میں -----عالیا ر کی بدتمیزی پر ضبط سے مٹھیاں بھینچتے سرد لہجے میں کہتے عالیار کے قریب سے گزرتے گیٹ کی طرف قدم بڑھایے تھے

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو سمجھتے کیا ہو تم اپنے آپ کو--- دل تو کیا تھا عالیار کی بکواس پر منہ توڑ دیتا پر کسی ایک انسان کو عقل سے کام لینا تھا--- اور یونیورسٹی کے درمیان کھڑےعالیار نے خون آشام نظروں سے عالیان کی پشت کو گھوڑتے صبر کے گھونٹ پیے تھے ۔

میاں میں اس لیے بھی غم شناس آدمی ہوں

میں اپنے گھر کا پہلا اداس آدامی ہوں

مجھے خبر ہے کہاں کس نے چھوڑنا ہے مجھے

میرے عزیز میں چہرہ شناس آدمی ہوں

آسمان نارنجی رنگ میں تبدیل ہوتا کچھ دیر میں ہونے والی بارش کا عندیہ دے رہا تھا۔۔ تیز ہوا آندھی میں تبدیل ہوتی موسم خوشگوار کر گیی تھی ۔۔۔ بالکنی کی رلینگ پر دونوں کہنیاں ٹکایے زِوا آسمان پر اڑتے پرندوں کو دیکھنے میں مگن تھی ۔۔ ہوا سے اڑتے ریشمی بال چہرے پر گررہے تھے جنہیں ہٹانے کی کوشش بھی نہیں کی گی تھی ۔۔ دفعتاً گیٹ سے داخل ہوتی گاڑیاں اور اس میں سے نکلتے لوگ دیکھ زوا ایک دم سیدھی ہوی تھی انکھیں چھوٹی کیے روش پر نظر آتے نواردار کو دیکھنے کی کوشش کی پر فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے منظر واضح نہیں تھا ہاں دوآدمیوں کے ساتھ چلتا بچہ زِوا کو حیرت میں ڈال گیا تھا ۔۔۔ ان کے گھر کسی ملازم کے بچے کا آنا بھی منع تھا اور اس وقت اس بچے کی موجودگی اسے حیران کر رہی تھی ۔۔

زِوا بے بی ۔۔۔۔ کہاں ہو؟؟؟ کمرے سے آتی نرمین کی آواز پر چہرے کے عضا ء میں تناو آیا ۔۔۔۔

تم یہاں ہو اور ابھی تک ریڈی نہیں ہوی سات بجے ہمیں پارٹی میں جانا تھا ڈیڈنے بتا یا نہیں تمہیں ۔۔۔ گرے کلر کی ساڑھی میں نفیس سا میک اپ کیے وہ کہیں سے بھی زوا کی ماں نہیں لگ رہے تھی سلیو لیس ساڑھی پر چھوٹا سا بلاوز زوا نے نظروں کا زوایہ موڑا ۔۔۔

بتا یا تھا اور میں نے بھی کہ دیا تھا مجھے کسی پارٹی میں نہیں جانا ۔۔۔ ان کے قریب سے گزرتے وہ کمرے میں آتے بیڈپر اوندھے منہ گری تھی ۔۔۔ نرمیں کے ماتھے پر بل آیے ۔۔

اس وقت تمہارے فضول ضد کا ٹایم نہیں ہے جانتی ہو تم اپنے باپ کو تمہارے نا جانے پر کیا حشر کرے گا تو بہتر یہی ہے کے تم بغیر کسی بحث کے تیار ہو کر نیچے آو وقت نہیں ہے ۔۔۔

کبھی کبھار میں سوچتی ہوں کیا آپ جیسی ماوں کے پیروں کے نیچے بھی جنت ہے ۔۔۔ نرمین کے دو ٹوک انداز پر سلگتے لہجے میں کہتے وہ جھٹکے سے بیڈسے اٹھی ۔۔۔

مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا جو کہا ہے وہ کرو ۔۔۔ زِوا کی بات پر دل بے چین ہوا تھا پر چہرے پر کرخت تاثرات سجایے زوا کی طرف جوڑا بڑھایا

ہاں آپ کو کیا فرق پڑے گا جو عورت جوان بیٹے کی موت پر دوسرے دن ٹرپ پلین کر رہی تھی اسے کیا ہی فرق پرے گا

زہر خند لہجے میں کہتے وہ دروازے کے پیچھے غائب ہوی تھی اور نرمین نے نخوت سے سر جھٹکتے ہاتھ میں پکڑا جوڑا بیڈ پر پھینکا تھا---

تو جو مر گیا ہے اس کی یاد میں ہم بھی قبرستانوں کا رخ کر لیں دنیا ہے زوا بی بی یہاں زندہ رہنا ہے تو مرنے والوں کو دفنانے کے بعد ان پر مٹی ڈالنا ضروری ہے ---اونچی آواز سے بولتے زوا کو سنانے کی کوشش کی تھی جو ان کی دلیل پر اپنے آپ کو کچھ سخت کہنے سے روکے ہوئے تھی کمرے میں چھاتی خاموشی بتا رہیی تھیں کے نرمین جا چکی ہے بے بسی سے شیشے میں نظر آتا عکس دیکھتے وہ تلخی سے مسکرای --- زیان کے ہوتے وہ کبھی ایسی پارٹیوں کا حصہ نہیں بنی تھی وہ کسی شیلڈ کی طرح اس کے سامنے کھڑا ہوتا تھا اور اب ---- اب سب مختلف تھا شیلڈ ٹوٹ چکی تھی --- اسے بچانے والا منو مٹی تلے جا سویا تھا --- صحیح کہا تھا نرمین نے -- مرنے والوں پر مٹی ڈالنا ضروری تھا--- جانے والے واپس نہیں آنے والے تھے --- اپنی حفاظت خود کرنا ضروری تھا--- سوچوں کو جھٹکتے چہرے پر پانی کے چھینٹیں مارے تھے--- کچھ دیر بعد شیشیے کے سامنے تیار کھڑے وہ سرمئی آنکھوں میں کاجل لگا رہی تھی جب دروازے پر دستک کے ساتھ ملازمہ داخل ہوئی --

باجی سر غصہ کر رہیں ہیں آپ تیار ہیں تو آ جائیں نیچے ---

ملازمہ نے ایک نظر زوا پر ڈالی جو نیوی بلیو سلک کی لانگ شرٹ اور کیپری میں موجود تھی چہرہ کسی بھی زیبائش سے پاک تھا ریشمی بالوں کا ڈھیلا سا جڑا۔ بنائے گردن پر گرا رکھا تھا---

آ رہی ہوں ---ہاتھ سے جانے کا اشارہ کرتے کچھ یاد آنے پر اک دم اس کی طرف مڑی تھی --

فاطمہ ---وہ بچہ کون ھے جسے بیک سائیڈ والے رومز میں ٹھہرایا ہے---

نہیں معلوم باجی آپ تو جانتی ہیں اس سائیڈ پر جانا منع ہے بس یہ پتہ ہے سر کے دوست کے ساتھ آیا ہے کیوں ٹھرایا ہے اس کا نہیں معلوم ----

ہمم ٹھیک ہے جاؤ تم میں آ رہی ہوں--- ہاتھ میں پکڑے کاجل کو دراز میں رکھتے غائب دماغی سے کہا پر اگلے ہی لمحے نظر دراز میں پڑے وایٹ گولڈ کے کنگن پر پڑی تھی --- وہ چکور شیپ کا ایک انچ چوڑا نفیس کڑا تھا جس کے چاروں کونوں کو فاختہ کے پڑوں نے جوڑ رکھا تھا --- اتنی نفاست سے بنایا گیا وہ کڑا اپنی قمیت کا منہ بولتا ثبوت تھا زوا نے ہاتھ بڑھا کر کڑا اُٹھایا یادوں کا ایک ریلا تھا جس نے دماغ کو جھنجھوڑا تھا۔

چاروں جانب پھیلا خون ، کچھ دور پڑی خون میں لت پت دو لاشیں ---- بچے کے رونے کی آوازیں ---- زوا بھاگو یہاں سے زوا--- کوئی مسلسل چیختا اسے قریب آنے سے روک رہا تھا--- پلیز اسے اسے بچا لو یہ

امانت ہے کسی کی پلیز کسی لڑکی کی درد میں ڈوبی سسکی، کہاں تھی وہ، کون تھا وہ بچہ ---- اور وہ لاشیں ---- زوا ---زوا---

نرمین نے کندھے کو جھنجھوڑتے زوا کو سوچوں سے نکالا تھا--- وہ غائب دماغی سے چاروں جانب دیکھتے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کے وہ کہاں ہے--

کیا تماشا لگا رکھا ہے کب سے انتظار کر رہے ہیں اور تمہارا ماتم ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ اس کی غیر ہوتی حالت نظر انداز کرتے نرمین زوا کو بازوؤں سے گھسیٹتے کمرے سے باہر ایی تھی ---

پھولتے تنفس کے ساتھ ہاتھ میں پکڑے کڑے کو کلائی میں ڈالا تھا ---- ایک نظر لاونج میں کھڑے احسن مراد پر ڈالی تھی۔۔جو زِوا کو نرمین کے ساتھ آتے دیکھ پورچ میں کھڑی گاڑی میں بیٹھے تھے پورے جسم میں الاؤ بھڑکھنے لگا تھا اپنے ساتھ چلتے افراد سے نفرت میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا ---- جلتی آنکھوں کو میچا تھا پر بند آنکھوں کے پیچھے اُبھرتے منظر زیادہ خوفناک تھے آنکھیں کار سے باہر ڈورتے مناظر پر ٹکائ تھیں پر آوزیں ان سے پیچھا چھڑنا مشکل تھا ----

---

اسلامآباد پر اُترتی رات جتنی خاموش تھی وہ خاموشی جنجوعہ ہاؤس کا حصہ نہیں بنی تھی --- ہر طرف پھیلا رنگ و بو کا سیلاب --- ہلکی آواز میں چلتا میوزیک چاروں جانب پھیلی روشنی دن کا گمان دے رہی تھی --- ہاتھوں میں ٹرے اٹھائے مختلف ویٹرز مہمانوں کو ڈرنکس سرو کرنے میں مصروف تھے۔۔وسیع پھیلے گاڑڈن کے مختلف حصوں پر سینوں تک آتے اونچے ٹیبلز تھے جن پر سینٹڈ کنیڈلز اور واس میں سفید ٹیولپز سجا رکھے تھے ----ان کے اردگرد کھڑے افراد اپنی باتوں میں مگن باہر کی دنیا سے نے خبر تھے

تمہے لگتا ہے حیدر آیے گا ---- تانیہ نے اپنے عقب سے آتی آواز پر آنکھیں گھمائی تھیں آف شولڈر مہرون میکسی پر بالوں کو کرلر ڈالے ہونٹوں پر سوٹ کے ہم رنگ مہرون لپسٹک لگایے وہ کتنی نگاہوں کا مرکز تھی۔

آنا تو پڑے گا انویٹیشن ڈیڈ کی طرف سے گیا ہے۔۔بالوں کو ہاتھ سے جھٹکتے اسد کو دیکھا تھا جس کی نگاہیں انیٹرینس سے داخل ہوتی زوا پر ٹکی تھیں ----

تم اتنی آسانی سے کیسے مان گئے اس کے لیے --- تمہاری ٹایپ کی نہیں ہے --

ہاں تو ضروری تو نہیں ہاں کہہ دی ہے تو شادی بھی ہو گی ---تانیہ نے نا سمجھی سے اسد کی طرف دیکھا ---

ہم تو بس انگیجمینٹ پریڈ انجوائے کریں گے---تانیہ کو آنکھ مارتے اپنی طرف بڑھتے احسن مراد اور نرمین سے گرم جوشی سے گلے ملتے زوا کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا جس زِوا نے کمال مہارت سے اگنور کرتے سر کے اشارے سے دونوں بہن بھایوں کو سلام جھاڑا تھا ----

اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کو گھر چھوڑ کر آنا تھا ۔منہ سیدھا کرو اور اسد کے ساتھ وقت زیادہ گزارو---مراد احسن زوا کے کان کی طرف جھکتے سختی سے تنبیہی کی تھی --

آپ آیے انکل ڈیڈکب سے انتظار کر رہے ہیں اینڈ آنٹی ای مسٹ سے یو آر لکنگ بیوٹی فل --- مہرین کی کمر میں ہاتھ ڈالتے انہیں کمپلیمنٹ دیا تھا جس کے جواب پر مہرین کا قہقہ زوا کو بد دل کر گیا تھا سلگتی نظروں سے اپنے سے دور ہوتے افراد کو دیکھا تھا

میرے خیال سے تم پہلی بار ایسی کسی گیڈرینگ میں شامل ہوی ہو اسے لیے اکورڈ فیل کر رہی ہو ریلکس انجوایے کرو ---فیوچر میں اسد کے ساتھ ایسی بہت سی پارٹیز کا حصہ بننا پڑے گا تمہیں---

افسوس تانیہ فیوچر کسی نے نہیں دیکھا -- اور اسد کے لیے میں نے ابھی ہامی نہیں بھری -- اپنے بازو سے تانیہ کا ہاتھ جھٹکتے وہ قدرے خاموش کونے کی جانب برھی تھی --- یہ دنیا زوا کے لیے ناقابل برادشت تھی -- ایسے بناوٹی لوگ جو حقیقت میں ایک دوسرے کی جان لینے کے لیے تیار تھے آمنے سامنے شیریں لہجے میں بولتے زوا کو وحشت سے دو چار کر رہے تھے ---

کیسے ہو احسن اینڈ مز مراد ہمشہ کی طرح محفل لوٹ لی ہے آپ نے بلال جنجوعہ احسن مراد کے گلے لگتے اسد کے ساتھ کھڑی نرمین کو دیکھتے بولے تھے --- زوا کہاں ہیں وہ نہیں ای مسز بلال نے چاروں جانب نظریں گھماتے زوا کو ڈھونڈنا چاہا تھا۔

ایی تھنک انکل زبردستی لایے ہیں اسے --- اسد کے بولنے پر بلال جنجوعہ نے سوالیہ نظروں سے نرمین اور احسن کو دیکھا

ایسا کچھ نہیں ہے یار تم تو جانتے ہو زیان کے بعد کچھ خاموش سی ہو گیی ہے --- بس تم فکر نہ کرو۔

گڈ میں ویسے بھی پارٹی میں اناوسنمنٹ کرنے والا ہو ں اچھا ہے سب لوگ جان لیں ہماری دوستی رشتے داری میں بدل رہی ہے -- اپنے پلین سے اگاہ کرتے ان کی نظر تانیہ کے ساتھ آتے طراب پر پری تھی -----

طراب عالمگیر زہے نصیب ۔ہاتھ میں پکڑا گلاس ہوا میں بلند کرتے بلال جنجوعہ گرمجوشی سے طراب کے گلے لگے تھے ---

احسن ان سے ملو یہ طراب عالمگیر --- احسن مراد کو مخاطب کیے طراب کا تعارف کروایا

اور طراب یہ --

احسن مراد --- بلال کی بات اچکتے جملہ مکمل کرتے احسن مراد سے ہاتھ ملایا تھا جن کے چہرے کا رنگ لمحوں میں اڑا تھا۔۔

تم لوگ جانتے ہو ایک دوسرے کو -- خوشگوار حیرت سے دونو کے چہروں کو دیکھا

ان کو کون نہیں جانتا --- اسلام آباد میں آدھے سے زیادہ ہوٹلز کے مالک ہیں ملکی غیر ملکی سرمایہ کاری کے کرتا دھرتا --- اور اب تو ماشا اللہ سے ہسپتا ل میں بھی خدمت کر رہے ہیں --- اپنے چہرے کے تاثرات کو نارمل کرتے مضبوط لہجے میں طراب کی تعریف کی تھی --- جو گرے تھری پیس سوٹ اور کالی سیاہ آنکھوں سے احسن کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا --

جی اسی ہسپتا ل میں انسانیت کی خدمت کر رہا ہوں مراد صاحب جہاں آپ کی بیٹی ہوتی ہے -- بات بڑھای گیی تھی یا بتایا گیا تھا پر احسن کو کھلی فضا میں بھی اکسیجن کم لگی تھی ٹای کی ناٹ غیر محسوس انداز میں ڈھیلی کیے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجای تھی انہیں بلکل اندازہ نہیں تھا کے یہ شخص اس پارٹی کا حصہ ہو گا اور انہی کی بیٹی اس کے انڈر کام کر رہی تھی ----

واہ لگتا ہے آج سورج کہیں اور سے نکلا ہے بڑے بڑے لوگو ں نے میرے غریب خانے کو رونق بخشی ہے --- بلال کی آواز نے طراب اور احسن کے درمیان چھایی معنی خیز خاموشی توڑی تھی -- تانیہ نے بلال کی نظروں کے تعقب میں دیکھا تھا اور حیدر ابراہیم کو دیکھتے بانچھیں کھلیں تھیں سورج واقع کہیں اور سے نکلا تھا۔۔

میری دعا ہے جنجوعہ صاحب ایسا غریب خانہ تمام پاکستانی عوام کے حصے میں آیے -- مصحافہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے بلال کی آخری بات کاجواب دیا تھا۔۔

جناب ہم تو ایک ادا غریب خانہ آپ کی نظر کرنے کو تیار ہیں پر آپ مانے تو--- معنی خیزی سے کہتے حیدر کے دونوں کندھوں کو تھپکا تھا

معذرت کے ساتھ سر پر اس کو حاصل کرنے کی جو قمیت آپ مانگ رہیں ہیں وہ ناقابل قبول ہے ---ایک نظر ٹیبل کے اردگرد کھڑے افراد پر ڈالی تھی --

ان سے ملو حیدر یہ طراب عالمگیر ہیں اسلام آباد میں سمجھوں ادھے ہوٹلز انہی کے ہیں اور آج کل خدمتِ خلق کے لیے چیرٹی ہسپتا ل بھی کھول رکھا ہے --- حیدر کےبازوں میں ہاتھ پھنساتے طرا ب کی طرف توجہ دلای تھی جو ہاتھ میں پکڑے گلاس کو ہونٹوں سے لگایے گہری نظروں سے حیدر کو دیکھ رہا تھا --

حیدر ابراہیم ۔ ناگواری سے تانیہ کا ہاتھ جھٹکتے طراب کی طرف ہاتھ بڑھایا ---

طراب عالمگیر ---- مضبوطی سے ہاتھ تھامتےاپنا تعرف کروایا

حیدر کی نظر طراب کی دایئں انکھ کے قریب نشان پر ٹہری تھی

برتھ مارک ہے ---

ایم سوری --- خفیف سا ہوتے حیدر نے نظروں کا رخ موڑا تھا ۔۔

آج کل بڑے چرچے ہیں آپ کے ---طراب نے اندر اترتی نگاہ حیدر پر ڈالتے خاموشی کے طویل وقفے کو توڑا ۔۔

گڑھے مردوں کی کھوج لگانے والوں کے چرچے عام ہی ہوا کرتے ہیں ۔۔ انکھیں دور کھڑے احسن مراد اور اس کے ساتھ کھڑے رحمان ملک پر ٹکی تھیں ۔۔

اور آپ کو لگتا ہے گڑھے مردوں سے سراغ مل جایے گا--- حیدر نے چونک کر طراب کو دیکھا تھا۔کالی سیاہ انکھوں میں چھایا موٹ سا سناٹا اور چہرے کے سپاٹ تاثرات ۔۔ کوی سایہ خاموشی سے دونوں کے بیچ آیا تھا ایک دم ہوتی گھٹن پر حیدر بدقت مسکرا سکا

مردوں سے اٹھنے والا تعفن مجرم اور جرم کی نشان دہی کر دیتا ہے --- ایکسیوز می --- تانیہ ریسٹ روم کس طرف ہے ۔۔ طراب کو جواب دیے تانیہ کو مخاطب کیا جو خاموش تماشایی بنی دونوں کو سن رہی تھی ۔۔

اس طرف چلو میں لے جاتی ہوں --- خوش دلی سے کہتے حیدر کو آفر دی

نو ٹھینکس تم مہمانوں کو ٹایم دو میں چلا جاوں گا خشک لہجے میں کہتے ہجوم سے نکلتے وہ گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔

یک طرفہ محبت یا پا لینے کی جستجو---طراب کی سرگوشی پر تانیہ کی انکھوں میں سرخ ڈوڑے ابھرے تھے

یک طرفہ محبت ہے تو انتظار بیوقوفی ہے ---مگر ---تانیہ کی آنکھوں میں جھانکے گلاس میں بچے زہر کو ایک گھونٹ میں حلق میں اتارا

مگر صرف پا لینے کی جستجو ہے تو انتظار لاحاصل ہے ۔۔

اور اگر انتظار کے بعد محبت میری مٹھی میں ہو تو ---چیلنج کرتی نظروں سے طراب کو دیکھا

تو بھی تا عمر مٹھی کو بند رکھنا پڑے گا کیوں کے زبردستی قید کی گیی چیزیں مٹھی کھولتے اڑ جاتی ہیں ۔۔ کہا نا یک طرفہ محبت کا انتظار لا حا صل ہے ۔۔ اور تانیہ بے دم سی طراب کے لفظوں کا وار سہتی خالی نظروں سے اسے دیکھی گیی تھی جو اپنی کہے جا چکا تھا ۔۔۔

لیڈیز اینڈ جینٹیل مینز ۔۔۔ ای نیڈ یور ایٹیشن ۔۔۔ سٹیج پر کھڑے بلال جنجوعہ اور احسن مراد نے اپنی باتوں میں مگن افراد کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا ۔۔ ہال میں یک دم چھاتی خاموشی پر زوا نے بے چینی سے پہلو بدلہ تھا۔۔۔ کچھ فاصلے پر کھڑے اسد کی نظریں افففففف وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی ۔۔۔ گھٹن ۔۔بے بسی ۔۔ سٹیج پر کھڑے باپ کو شکایتی نظروں سے دیکھا تھا

جیسا کے آپ سب جانتے ہیں میں اور احسن بہترین دوست ہونے کے ساتھ بزنس پارٹنر بھی ہیں اور اس رشتے کو اور مظبوط کرنے کے لیے میں اپنے بیٹے کو احسن کی بیٹی سے منسوب کرتا ہوں ہال میں بڑھتی تالیوں کی گونج زِوا کے اندر سناتے بھر گیی تھی ۔۔۔۔ بہت جلد آپ سب کو ان کی منگنی کا انویٹیشن ملے گا تب تک کے لیے ہمارے بچوں کو اپنی دعاوں میں یاد رکھیں اینڈ انجوایے دا پارٹی ۔۔۔ بات مکمل کرتے وہ سب سے مبارکبا د وصولتے زوا کو زہر لگ رہے تھے

مبارک ہو ڈیر فیوچر وایفی ۔۔ زوا کے کان کے قریب سرگوشی کرتے اسد نے گہری سانس کھینچی تھی ۔۔

بدکت پیچھے ہوتے زوا نے ناگوار نظروں سے اسد کو دیکھا تھا۔۔

حد میں رہو ۔۔۔اپنی ۔۔ حواس مجمع کرتے وہ بامشکل بول پایی تھی ۔ جس جگہ وہ کھڑی تھی وہ باقی جگہ سے نسبتاً خالی جگہ تھی اسد کی بہکی نظریں اور باتیں زوا نے قریب سے گزرنا چاہا تھا جب اسد نے کلایی پکڑتے اپنی طرف کھینچا تھا ۔۔۔ بروقت اسد کے سینے پے ہاتھ رکھتے اپنے آپ کو سنبھلا ۔۔۔ کیا بدتمیزی ہے ہاتھ چھورو میر ا ۔۔ سرخ ہوتے چہرے سے اپنی کلای اسد کی مضبوط ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش کی تھی جسے اسد نے موڑرتے کمر کے ساتھ لگایا تھا

حد میں ہوں میڈم آپ بھول رہی ہیں ۔۔ کوی بہت حین چیز نہیں ہیں جس کے عشق میں ڈوبا ہوں تمہارے باپ کو ہمارے شیرز میں انٹرسٹ تھا تو پکا کام کرنے کے لیے بیٹی پیش کر دی اس لیے اوقات میں رہنے کی ضرورت تمہیں ہے ۔۔ اس کے چہرے پر پھنکارتے ایک جھٹکے سے زوا کو چھوڑا تھا ۔اس سے پہلے وہ زمیں بوس ہوتی پیچھے کھڑے حیدر نے دونوں بازوں سے تھامے اسے گرنے سے سنبھالا تھا ۔

افسوس کے ساتھ مجھے لگتا تھا صرف تانیہ واحد ہے جسے ایتھکیز کی کمی ہے پر ماشاللہ سے تم سب کو پراپر کلاسس کی اشد ضرورت ہے خشک لہجے میں کہتے زوا کو ایک سایڈ پر کیا ۔۔ سنہری آنکھیں اور ستواں ناک پر سجی فریم لیس گلاسس بھاری ٹھہرا لہجہ وہ واقع اچھا بولتا تھا کے لوگ ٹھہر کے سننے پر مجبور ہوتے پر کہا نا ہر کسی کو بولتا اچھا نہیں لگتاتھا ۔۔۔

اپنے ایتھکیز اپنے تک رکھیں تو بہتر ہے حیدر صاحب -- پہلے اپنے گھر کی عورتوں کو سنبھال لیں پھر باہر کی عورتوں کا ٹھیکہ لی جیے گا-- بدتمیزی سے کہتے قہر میں ڈوبی نظر زوا پر ڈالے جانے کے لیے مڑا تھا پر حید ر نے انتہای تیزی سے ہاتھ مڑوڑتے جھٹکا دیا تھا حملہ اتنا اچانک تھا کے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں ملا تھا درد سے کراہتے اسد دہرا ہوا تھا پر حیدر نے اتنی ہی شدت سے ہاتھ کچھ اور مڑوڑا تھا --

اپنے گھر کی عورتوں کی حفاظت میں کروں یا نا کروں پر تمہے کسی کے گھر کی عورت کی تذلیل کرنے کی اجازت نہیں دوں گا آیندہ کے بعد میرے گھر کی عورت کا تعنہ سوچ کر دینا اس بار چھوڑرہا ہوں اگلی بار ہاتھ جسم سے الگ ہو گا -- دھیمے لہجے میں کہتے ہاتھ کو جھٹکا دیے چھوڑا تھا کڑک کی آواز کے ساتھ اسد کی چیخ ابھری تھی -- زوا نے پھٹی نظروں سے اسد کو دہرا ہوتے دیکھا تھا پر حیدر کے اشارے پر تیزی سے منظر سے ہٹی تھی --

تھینک یو اینڈ سوری ---- حیدر کے پیچھے چلتے مدہم آواز میں کہتے وہ حیدر کو رکنے پر مجبور کر گیی تھی --- وہ دونوں اس وقت پارٹی کی چکاچوند سے دور پارکنگ میں آمنے سامنے کھڑے تھے --

تھینک یو ایکسپٹیڈ سوری کیوں--- نرم لہجے میں کہتے زوا کو دیکھنے سے گریز کیا تھا -- نظروں کا زوایہ ہر جانب تھا ---

سوری اس دن کیفے میں جو کافی پھینکی تھی آپ کے دوست پر پھینکنی تھی بٹ-- بات ادھوری چھوڑی ---

اٹس اوکے --- جتنا اورہان نے زچ کیا تھا میں آپ کی جگہ ہوتا تو پورا ٹیبل پھینکتا -- ہلکے پھلکے لہجے میں کہتے وہ مسکرایا تھا -----پھر گہری سانس لیتے اپنے سامنے کھڑی لڑکی پر ڈالی تھی --- جس کے چہرے کی سرخی اور اور انکھوں میں چھایی ویرانی پر دل عجیب دکھا تھا

مجھے لگتا ہے آج کے دور کی لڑکی کمزور نہیں ہوتی ---نظریں اب بھی زوا پر نہیں تھی پر زوا بڑے غور سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو اوزگل کو بتاتی اس کے کرش نے واقع کسی ہیرو کی طرح اسے بچایا تھا تو اپنی سوچ پر خود ہی ہنسی تھی

ہاں کچھ معمالات میں ہم کچھ کر نہیں سکتے پر اپنے لیے آواز اٹھانا خاص طور پر تب جب آپ جانتے ہوں آپ کو جہنم میں دھکیلا جا رہا ہے تو ضروری ہوتا ہے ---

اگر آواز اٹھانے پر آپ کی آواز دبا دی جایے ---- غیرت کے نام بلند کرنے والے بے غیرتی کی ہر حد پار کر دیں ---

تو آپ بھی ہر حد پار کرو اپنے اوپر آوز اٹھانے والے سے زیادہ اونچی آواز کرو۔۔ تھپڑ کا جواب تھپڑ سے دو ایسا تھپڑ جو جسم کی بجایے روح پر لگے اور نشان چلے جانے کے بعد بھی انسان تکلیف سے بلبلاتا رہے ۔۔ عورت کمزور نہیں ہوتی ۔۔ ۔۔ عورت سے مضبوط مخلوق دنیا میں نہیں ہے بڑے سے بڑا غم جس صبر سے برداشت کرتی ہے مرد نہیں کر سکتا ۔۔۔۔کسی شہزادے کا انتظار بند کرو اپنے ہیرو خود بنو کیا پتا جو شہزادہ تمہے بچانے آیا ہے سب سے بڑا جانور وہ خود ہو۔۔ سنجدہ لہجے میں کہتے نظریں زوا کے ہاتھوں پر رکی تھیں اور حیدر ابراہیم کو لگا تھا وقت بھی رک گیا ہے ۔۔ زوا کی کلایی میں چمکتا چکور کڑا جسے کے چاروں کونوں کو فاختہ کے پروں نے جوڑ رکھا تھا ۔۔

تھینکس اچھا لگا آپ سے مل کر میں یہ سب باتیں یاد رکھوں گی ۔۔

یہ یہ آپ کو کہا ں سے ملا ۔۔۔ بے چینی سے زوا کی کلای کی طرف اشارہ کرتے بے ربط جملے ۔زوا کو گڑبرانے پر مجبور کر گیے تھے ۔۔ حیدر کو دیکھتے تھوک نگلا تھا ۔۔

یہ میرے بھای نے گفٹ کیا تھا ۔۔ کمال مہارت سے جھوٹ بولتے ہاتھ کمر کے پیچھے چھپایا تھا ۔۔

اور حیدر کی بے چینی کم ہونے کی بجایے اور بڑھی تھی وہ پوچھنا چاہتا تھا کہاں سے بنوایا تھا بھای نے پر ۔۔ہلکی مسکراہٹ سے زوا کے سر کو تھپتھپایے وہ گاڑی میں بیٹھے نظروں سے اوجھل ہوا تھا ۔۔ اور زوا کلای سامنے کیے کڑے کو دیکھتی رہی تھی ۔۔۔ جس پر بنی فاختہ سٹریت لایٹ کی روشنی میں پوری آب و تاب سے چمک رہی تھیں ۔۔

کسی کی آنکھ سے نکلے ستارے بانٹ لینے تھے

کنارے بٹ نہیں سکتے سہارے بانٹ لینے تھے

جسے تم نے بھلایا ہے وہی ایک شخص تھا ایسا

کہ جس نے مسکرا کر دکھ تمہارے بانٹ لینے تھے

کہا تھا نا کے میرے بن کٹھن ہو جائے گا جینا

سو میری مان لینی تھی گزارے بانٹ لینے تھے ۔۔

گاڑی کے سائیڈ مرر میں کوئی پانچویں بار اپنے سیٹ کیے بالوں کو دوبار ٹھیک کیا تھا ۔۔ بلیک جینز پر گول گلے کی ہالف سلیو شرٹ سے کسرتی بازو ظاہر ہو رہے تھے وایٹ سنکرز پہنے حیدر ابرہیم نے کئی لوگوں کو رک کے اپنی طرف پلٹتے دیکھا تھا شارپ جا لاین ، ستواں ناک پر سجی نظر کی عینک صاف

رنگت۔ وہ شخص اپنے پر اٹھتی ہر نظر سے لاپرواہ شرٹ سے نادیدہ گرد جھاڑے سامنے نظر آتے گھر کی بیل بجانے کی ہمت مجمع کیے دو قدم آگے بڑھا تھا ---

ٹیولپ کا گلدستہ دوسرے ہاتھ میں پکڑتے پوری ہمت کیے بیل پر ہاتھ رکھا تھا --- ایک نظر ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ڈالی تھی --- 3:30 کچھ لمحوں کے انتظار کے بعد بالآخر گیٹ وا کیا گیا تھا --- اور سامنے کھڑی صالحہ بیگم کچھ لمحوں کے لیے حل نہیں سکی تھیں ---

کیا میں اندر آ سکتا ہوں آنٹی -- جھجکتے لہجے میں پوچھتے صالحہ کو پکارا تھا---

اور تم نے گھر میں آنے کی اجازت کب سے مانگنی شروع کر دی بیٹا -- والہانہ انداز میں اس کا سر چومتے شکوہ کیا ---

مجھے لگا شاید آپ بھی خفا ہوں---

ہاں خفا تو ہوں --- اتنے سالوں بعد آیے ہو ایک بار بھی یاد نہیں ای ---ایک اور شکوہ

بس ---- بے بسی سے مسکراتے وہ بات مکمل نہیں کر سکا تھا اس گھر میں آنے کے لیے انہیں واقع کبھی دستک کی ضرورت نہیں پری تھی ---- یہ گھر ان سب کا پسندیدہ سپاٹ تھا ---- اور وہ کمرہ ان کا گرین روم(نفسیات کے مطابق سبز رنگ بنیادی طور پر فطرت، ترقی، ہم آہنگی اور توازن کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ سکون، راحت اور بہبود کے جذبات سے وابستہ ہے، ۔ سبز رنگ دولت، صحت اور استحکام کی علامت بھی ہے).وہ اس گھر میں ان کے قیام کی بہترین جگہ تھی۔ کوئی پلین بنانا ہوتا یا--- نائٹ آؤٹ کرنا ہو--- وہ جگہ ان کی بہترین گیڈرینگ پلیس تھی---

یہ میرا گھر ہے حیدر اور میرے زندہ ہوتے اس کے دروازے سب کے لیے کھلے ہیں --حیدر کو سوچوں میں گم دیکھ انہوں نے محبت سے اس کے بازو کو چھوا تھا آنکھیں بھرنے لگیں تھیں --

ایم سوری دوبارہ یہ گستاخی نہیں ہو گی کان کو ایک ہاتھ سے پکرتے دوسرا ہاتھ ان کے گرد پھیلایا تھا---

تم اندر چلو مجھے دیکھو یہاں ہی شکوہ شکایت شروع کر دی ہے ---- سر پر ہاتھ مارتے اسے لیے اندر کی جانب بڑھیں --

اورہان اور صفوان نہیں آیے ابھی تک --- خالی لاونج دیکھتے بڑی معصومیت سے پوچھا تھا جیسے وہ تو جانتا ہی نہیں تھا صفوان نے پانچ بجے کا کہا تھا---

نہیں صفوان نے تو کہا تھا کے پانچ بجے آؤ گے تم لوگ --

اوہ پانچ بجے شٹ میں جلدی آگیا ---سوری بس ٹایم نہیں دیکھا میں میں چلتا ہوں پھر آ جاؤں گا --- بھر پور اداکاری کرتے دل میں اپنی اداکاری کو داد دی تھی --

ارے دفع کرو تم اسے چپ کر کے بیٹھو -- یہ بتاؤ کھانا کھایا ہے --

آ آ آ --نہیں آپ رہنے دیں میں نے آفس میں سینڈوچ کھا لیا تھا ---شرافت سے کہتے سر جھکایا تھا

سینڈوچ سے بھوک تھوڑی مٹتی ہے میں کھانا گرم کرتی ہوں تم تب تک فریش ہو جاؤ ---

میں پھر صفوان کا واشروم یوز کر لیتا ہوں ---

حیدر میاں تم بھول رہے ہو اولاد جوان بھی ہو جائے تو ماں باپ کے تجربے تک نہیں پہنچ سکتے --- کمرے میں ہی ہے تمہاری بیوی ہاں البتہ --- اپنی حفاظت کی زمہ داری تمہاری ہے --- کیچن کے دروازے میں کھڑے ہوتے حیدر کو بتایا تھا کے وہ اتنی بھی بیوقوف نہیں ہیں -- کان کھجاتے حیدر کھسیانا سا ہنسا تھا ---- انہیں کیچن میں غائب ہوتا دیکھ صفا کے بند دروازے پر نظر ڈالتے ہمت جمع کیے دروازے کو آہستہ سے کھولا تھا ---

کمرے میں ایسی کی کولنگ سے کمرہ خاصہ ٹھنڈا تھا ۔واشروم سے گرتے پانی کی آواز سے پتا چلتا تھا کے وہ کہاں ہے -- بیڈ سے نیچے گرا بلینکٹ اور سائیڈ ٹیبل پر بکھری تصاویر حیدر نے قرب سے آنکھیں میچیں تھیں -- ہاتھ بڑھا کر تصویروں کو اٹھایا -- تمام تصاویر میں نظر آتے بچے کے مختلف موومنٹ کیپچر کیے گئے تھے پیدا ہونے سے لیکر چلنے تک کے ۔انگھوٹھے کو تصویر میں نظر آتے بچے کے چہرے پر پھیرتے اداسی سے مسکراتے تصویر کو ہونٹوں سے چھوا تھا---

امی پلیز کتنی بار کہوں نہیں کھانا کچھ اکیلا چھوڑ دیں مجھے --- تپے ہوئے لہجے میں بولتے صفا واشروم سے باہر ای تھی پر حیدر کو دیکھتے باقی الفاظ کہیں غائب ہونے تھے اسے لگا تھا کمرے میں خود کو بند کر لینے سے اس شخص سے سامنا نہیں ہو گا پر وہ حیدر کے ڈھیٹ پن کو بھول گئی تھی-- گیلے بال لٹو کی صورت اعتراف میں بکھرے تھے لایٹ پینک کلر کے پی جے میں نکھری سی حیدر کے دل میں ٹھنڈی پھوار کی مانند اتری تھی ---پلکیں جھپکے بغیر ایک دوسرے کو دیکھتے کمرے میں اترتی بوجھل خاموشی دل پر بھاری پڑ رہی تھی ---

تم یہاں کیا کر رہے ہو کس کی اجازت سے آیے ہو میرے کمرے میں ۔ حوش میں آتے ایک دم ۔غصے سے چیختے گلے کی سبز رگیں پھولیں تھیں ---

تیرے ہونٹوں کے پھولوں کی چاہت میں ہم

دار کی خشک ٹہنی پہ وارے گئے

تیرےہاتھوں کی شمعوں کی حسرت میں ہم

نیم تاریک راہوں میں مارے گئے

بھاری گھمبیر لہجے میں بولتے اپنے اور صفا کے درمیان فاصلہ ختم کیا تھا ---تیز ہوتے تنفس کے ساتھ صفا نے اسے دھکا دینے کی کوشش کی ، پر حیدر کی مظبوط جسامت کے سامنے اس کا دھان پان سا وجود ---حواسوں پر چھاتا اس کا پرفیوم اور کمرے میں گونجتی حیدر کی بھاری آواز صفا نے اس بار پوری قوت سے اس کو دھکیلا تھا پر حیدر نے وہی ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھوں میں تھامے اس کے وار کو ناکام بنایا تھا -- صفا کی سیاہ آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑے ،ہاتھ بڑھاتے صفا کے چہرے پر گری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے --ایک ردھم میں ہوتے صفا کی مزاحمت کمزور کی تھی

سولیوں پر ہمارے لبوں سے پرے

تیرے ہونٹوں کی لالی لپکتی رہی

تیری زلفوں کی مستی برستی رہی

تیرے ہاتھوں کی چاندی دمکتی رہی

میں تمہارا حشر کر دوں گی حیدر چھوڑو مجھے پوری قوت سے چیختے اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی پر حیدر ہر کوشش ناکام بناتے سرخ ہوتی آنکھوں کو جھپکایے بغیر یک ٹک صفا کو دیکھتے ایک فسوں میں بولتا جا رہا تھا--- نظریں ایک لمحہے کے لیے بھی اس سے نہیں ہٹیں تھیں --- جیسے پلک جھپکتے منظر غایب ہو جائے گا---آواز سرگوشی میں بدلی تھی --- صفا نے تھک کر جلتی آنکھیں بند کی تھیں ---

جب گھلی تیری راہوں میں شام ستم

ہم چلے آئے لائے جہاں تک قدم

لب پہ حرف غزل دل میں قندیل غم

اپنا غم تھا گواہی ترے حسن کی

دیکھ قائم رہے اس گواہی پہ ہم

ہم جو تاریک راہوں پہ مارے گئے

نارسائی اگر اپنی تقدیر تھی

تیری الفت تو اپنی ہی تدبیر تھی

مختصر کر چلے درد کے فاصلے

جاں گنوا کر تری دلبری کا بھرم

ہم جو تاریک راہوں میں مارے گئے

تھکے لہجے میں کہتے سر کو صفا کے ماتھے سے ٹکایا تھا جو --- آنکھیں موندے حیدر کے کپڑوں کی مہک کو اندر اتار رہی تھی ----

پلیز صفا بس کرو میں تھکنے لگا ہوں --- مجھے کسی غم نے ایسے نہیں تھکایا جیسے تمہاری ناراضگی تھکا رہی ہے ----- سر صفا کے ماتھے سے ٹکائے بوجھل لہجے میں التجا کی تھی ----

اور مجھے کسی چیز نے نہیں توڑا حیدر ابرہیم جتنا تمہاری لاپراوی نے توڑا ہے --- اپنے آپ کو اس کے حصار سے نکالے بغیر آنسوں سے لبریز لہجے میں جواب آیا تھا۔۔

نادانی تھی میری بیوقوف تھا صفا ---

تمہاری بیوقوفی نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا حیدر --- دلیل مسترد کی گئی تھی --

میں سب ٹھیک کر دوں گا یار سب سب ٹھیک کر دوں گا بس تم ساتھ دے دو صفا تمہاری کمی کسی دیمک کی طرح میری روح کو کھا رہی ہے --- صفا کے دونوں ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگائے فریاد کی تھی

تمہارا ساتھ مجھے کسی زہر کی طرح کاٹ دے گا حیدر -- کیا صیح کرو گے تم میں آدھی پاگل ہو چکی ہوں مجھے کیان دکھتا ہے ہر جگہ--- عنائیہ کی چیخیں سنائی دیتی ہیں--- صفوان کہتا ہے مجھے سایکیریسٹ کی ضرورت ہے --- امی کہتی ہیں میں اور ریکٹ کر رہی ہوں ---- اورہان کو لگتا ہے میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے پر کوئی مجھے کیوں نہیں سمجھتا میں نا بیوی ہوں نا بہن ہوں نا بیٹی میں صرف ماں ہوں حیدر مجھے اپنی خالی گود تکلیف دیتی ہے وہ مر جاتا تو شاید صبر آ جاتا یہ سوچ وہ زندہ ہے مجھے سونے نہیں دیتی---- تم تم کچھ محسوس نہیں کر سکتے حیدر میں نے اسے نو مہینے اٹھایا ہے اس کے لیے تکلیف میں نے برداشت کی ہے وہ میرے جسم کا حصہ تھا تم لوگ میرا خسارہ نہیں سمجھ سکتے -- مجھے صبر نہیں آتا حیدر کیسے لاؤں میں صبر -- کون سا اسم پڑھوں کے مجھے صبر آجایے -- حیدر کو دروازے کی طرف دھکیلتے پوری قوت سے چیختے صفا کی آواز بیٹھ رہی تھی پر وہ اپنے اندر کا زہر سامنے کھڑے شخص پر اتارتے گھٹنوں کے بل زمین پر گری تھی ---- اور حیدر لفظوں کے تیر سہتا پورے قد سے کھڑا تھا --- آنکھوں میں بڑھتی جلن زیادہ تھی یا دل میں اٹھتی چبن ---- وہ کہنا چاہتا تھا وہ بھی باپ تھا اس نے بھی نو مہینے انتظار کیا تھا اس کی تکلیف بھی اتنی تھی پر خاموشی سے الزام سہتے وہ صفا کے قریب بیٹھتے اسے اپنے حصار میں لیا،سینے سے لگائے بالوں میں انگلیاں پھیرتے رلیکس کرنے کی کوشش کی تھی دادا نے کہا تھا کے سنانے والے کو چیخ کر اپنا غم سنایا جائے پر -- یہ نہیں بتایا تھا اس چیخ کے لئے کتنی ہمت کی ضرورت تھی --یہ بھی نہیں بتایا تھا اپنا درد بتانا اپنے زخم کو اڈھیرنے کے مترادف تھا----

تم یہ مت کہو حیدر تمارے ساتھ آؤں تمہارے بارے میں سوچتی ہوں تو اپنے خسارے یاد آتے ہیں وہ نقصان یاد آتے ہیں جو تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے جھیلے ہیں، وہ پل یاد آنے لگتے ہیں جب تمہیں پکارتے ہم ہلکان ہو رہے تھے اور تم لوگوں کے گھر آباد کرتے اپنا گھر اجاڑگیے ہو۔ پلیز جاؤ حیدر ---- ہچکیوں کے درمیان بولتے وہ حیدر کو کانٹوں پر گھسیٹ گیی تھی پر وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے زمین سے کھڑے ہوتے آخری نگاہ صفا پر ڈالے مڑا تھا جس چہرے سے کمرے میں آیا تھا جاتے ہوے چہرہ وہ نہیں تھا بوجھ کچھ اور بڑھا تھا تکلیف زیادہ تھی ---- --- گلے میں اٹکے آنسوں ہلک میں اتارتے اپنی ڈھٹائی کو داد دی تھی ---صفا کہتی تھی اسے صبر نہیں آیا --- حیدر مسکرایا تھا --- برداشت تھی بے شمار تھی ،صبر تھا بے انتہا تھا ، ضبط تھا کمال تھا ،---- دروازے کے قریب رکتے بازوں کو آنکھوں پر رگڑتے آنسوں کے نشان مٹائے تھے --- دوسروں کے گھر آباد کرتے وہ واقع اپنا گھر برباد کر گیا تھا ---- بہت سے آنسوں حلق میں اتارے ---کتنے لمہے دہلیز میں کھڑا رہا شاید اب آواز دے کر روک لیا جایے پر کمرے میں گونجتی صفا کی سسکیاں سینے میں گھٹن بڑھا رہی تھی۔ تو حیدر ابراہیم تم تا عمر ایک ایسے جرم کی سزا میں قید کر دیے گیے ہو جس میں بے قصور ہوتے ہوے بھی تمام قصور تمہارے حصے آتے ہیں تلخی سے سوچتے وہ کمرے سے باہر نکلا تھا ۔۔

شام سے پہلے وہ مست اپنی اڑانوں میں رہا

جس کے ہاتھوں میں تھے ٹوٹے ہوے پر شام کے بعد

رات بیتی تو گنے آبلے اور پھر سوچا

کون تھا باعث آغاز سفر شام کے بعد

تا حدِ نگاہ پھیلےاندھیرے میں اونچے عالیشان قصر کی بالکونی میں وہ کسی ملکہ کی طرح قید آسمان میں ٹمٹاٹے ستاروں کو دیکھنے میں مگن تھی زوا کا پسندیدہ مشغلہ آسمان کی وسعتوں کو کھوجنا تھا ۔ دن کے باسی شام پرتے رات میں گھروں کو لوٹ رہے تھے ۔۔آسمان میں نگاہیں ٹکایے آج پارٹی میں ہویے واقع کو سوچتے وہ نیے سرے سے تکلیف سے دوچار ہوتے کڑہ رہی تھی ---سوچیں باپ سے بھٹک کے اسد اور اسد سے بھٹکتے حیدر کے کہے الفاظ میں الجھی تھیں --- کیا عورت سچ میں مرد سے زیادہ مظبوط ہے --- وہ تلخی سے مسکرای --- ہاں اتنی مظبوط ہے کے اپنے اوپر ہوتے ظلم کے خلاف آواز بھی نہیں اٹھا سکتی --- کہیں اندر سے آواز آیی --- بالکنی میں آہستہ آہستہ پھیلتی رات کی رانی کی خوشبو حواسوں پر چھاتی بے چین کر رہی تھی گرل پر لپٹے آرٹیفشل پھولوں کی بیلوں میں سے فیری لایٹ کی مدہم روشنی نے بالکنی کو اندھیرے میں ڈوبنے سے بچایا ہوا تھا۔ سیلنگ سے لٹکتی ہیگنگ چیر پر

دونوں پاوں سینے سے لگایے چہرہ گھٹنوں پر ٹکا رکھا تھا ---دفعتا زوا ایک دم چونکی تھی جھولے سے پاوں نیچے زمین پر رکھتے ننگے پیر وہ ریلنگ تک آی تھی -- زوا کا کمرہ کچھ اس اینگل سے بنا تھا کے بالکنی سے مین گیٹ اور پچھلی جانب بنایے گیے سرونٹ کواٹر صاف نظر آتے تھے ، پر ان کواٹرز میں جانے کی اجازت کسی کو نہیں تھی --- انکھیں چھوٹی کیے اندھیرے میں کواٹرز کی طرف بڑھتے وجود کو دیکھنے کی کوشش کی تھی اور احسن مراد کو صبح لایے بچے کا بازوں دبوچتے کمرے کی طرف گھسیٹتے زوا کے چہرے پر تناو پھیلا تھا -- گردن ترچھی کیے کمرے مین نظر آتے وال کلاک پر نظر ڈالی --- ۱:۳۰---رات کے اس پہر ان کی وہاں موجودگی --رلینگ کو مظبوطی سے پکڑے انکھیں کمرے پر ٹکا رکھیں تھیں جہاں کچھ دیر پہلے احسن مراد اور وہ بچہ غایب ہوا تھا---

وقت گزرنے کے ساتھ زوا کا دل بیٹھتا جا رہا تھا -- ریلنگ پر ٹکے ہاتھوں کی نسیں سبز ہو چکیں تھیں -- پاوں شل ہو رہے تھے -- آنکھوں میں ابھرتے سرخ ڈورے سختی سے بھینچے ہونٹ اس کے اضطراب کو واضح کر رہے تھے -- دور کہیں فجر کی بلند ہوتیں آزانیں رات بیت جانے کا عندیہ دیتی حبس زدہ رات اپنے اختتام کو پہنچی تھی --- کمرے کا دروازہ کھلتے احسن مراد لڑکھاتے قدموں کے ساتھ قصر میں داخل ہوے تھے --- غصہ، نفرت ،کراہیت ، بے بسی کون سا جزبہ کس پر ہوای تھا زوا سمجھنے سے قاصر تھی --- آنکھوں سے نکلتے خاموش آنسوں اس کا چہرہ بھگو رہے تھے --- وہ حیدر کو بتانا چاہتی تھی وہ کمزور ہے بہت کمزور ---- آنسوں کی دھند میں زوا نے اس بچے کو کمرے کے آ گے نماز پڑھتے دیکھا تھا شل ہوتے قدموں سے کمرے کی دہلیز عبور کرتے وہ ان کواٹرز تک کیسے پہنچی تھی وہ نہیں جانتی تھی --- ننگے پاوں -- سرخ ہوتی انکھوں کے ساتھ وہ شہریار سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی ایسے کے دونو ں کا رخ قصر کی طرف تھا --- آسمان میں گھلتی دُدھیا سفیدی میں شہریار کے جسم پر پڑے نشان اس کے ساتھ کی گیی زیادتی کی داستان چیخ چیخ کر بتا رہی تھی پر وہ ہر چیز سے بے نیاز کسی غیر مری نقطے کو گھورتے سپاٹ تاثرات کے ساتھ گھٹنے سینے سے لگایے بیٹھا تھا--

کیا نام ہے تمہارا؟ کہاں سے آیے ہو---- نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پوچھا---

پر دوسری طرف کے سرد تاثرات پر گہری سانس لیتے ہاتھ واپس گھٹنوں کے گرد لپٹے تھے ---

تم چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں -- ابھی دن نہیں چڑھا تم بتاو کہاں سے آیے ہو میں تمہیں یہاں سے نکال سکتی ہوں --- تم واپس چلے جانا ---- ایک بار پھر بچے کو بلوانے کی کوشش کی تھی اس با شہرام نے گردن موڑتے سر دنظروں سے زوا کو دیکھا --- شہرام کے کندھے پر ڈھرا زوا کا ہاتھ کانپا تھا --- اتنی سرد اور بے جان آنکھیں اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھیں -----

تم نے کبھی موت کی خوشبو محسوس کی ہے ---- سرسراتے لہجے میں سرگوشی سے بھی کم آواز میں پوچھا گیا سوال زوا کو پسینے میں بھگو گیا تھا -- کندھے پر ڈھرا ہاتھ بے جان سا ہوتا پہلو میں گرا

مطلب ؟؟؟

تم جانتی ہو موت کی ایک خاص خوشبو ہوتی ہے --- ایسی خوشبو جو ہر سو پھیلی ہوتی ہے جہاں مرضی چھپ جاو اس خوشبو سے پیچھا چھڑانا مشکل ہوتا ہے --- تم نے محسوس کی ہے کبھی ایسی خوشبو--- پر اسرا لہجہ ---کسی بھی تاثر سے پاک تھا --- انکھوں میں چھایی سفیدی زوا خوف سے دو قدم پیچھے ہوی تھی ----

تم تم کیا کہ رہے ہو بچے ایسی باتیں نہیں کرتے ----

جب موت قریب ہو تو آپ کو بہت سے سایے دکھتے ہیں ایسے سایے جو چاروں جانب موجود ہوں ---- ہوا میں منڈلاتے اور ان کی شکلیں خوفناک بہت خوفناک ہوتیں ہیں --- انکھوں کو چاروں جانب گھمایے وہ گھٹنوں کے بل زوا کے قریب ہوا تھا ایسے کے اب اس کا چہرہ زوا کے چہرے پر جھکا ہوا تھا ---ایک ہاتھ سے زوا کے ماتھے پر ایے پسینے کو پونچھتے وہ مسکرایا تھا --- کیا بکواس ہے یہ تم مجھے ڈرا نہیں سکتے ---تم اسے اپنے اوپر سے جھٹکتے وہ ایک دم کھڑی ہوی تھی ----

اور ان کی خوشبو بلکل ایسی ہے جیسے قبرستان میں پھیلے کافور کی خوشبو ---انکھیں موندےگہری سانس اپنے اندر اتاری تھی --

تم پاگل ہو ----تیز تنفس کے ساتھ بولتے زوا مڑی

تمہارے اردگرد بھی بہت سایے ہیں اور اس کافور کی خوشبو ---- شہریارنے گھٹنوں کے بل اٹھتے زوا کے ہاتھو ں کو تھاما تھا ----

تمہارے ہاتھوں سے اٹھتی تمہیں قید کر رہی ہے ----- ٹھنڈے یخ ہاتھوں سے زوا کی گرم ہتھلیوں کو چھوا تھا ---

تمہارے ہاتھ پر خون ہے --بہت خون زوا نے خوف سے ہاتھ چھڑواتے انکھوں کے سامنے کیے تھے ہتھیلی بلکل صاف تھی --- پر وہ ابھی بھی بول رہا تھا کسی ٹرانسس میں

بہت خون ہے یہ خون تمہیں قید کر دے گا ایسی قید جس سے تا عمر تم آزاد نہیں ہو سکو گی --- تمہارے اردگرد منڈلاتے سایے تاک میں ہے تم کسی کو کیا آزاد کرو گی بہت جلد تم قید ہو گی --- قید جہاں بہت خون ہو گا ایسا خون جو ختم ہو کر بھی ختم نہیں ہو گا ----قید جس کی چار دیواری تاعمر تم پر تنگ رہے گی --

زوا نے پھٹی نگاہوں سے اپنے سامنے بیٹھے بچے کو دیکھا تھا ہاتھ دامن سے صاف کیے تھے پر اسے لگا تھا شہریار کے ہاتھوں کی ٹھنڈک اس کے وجود میں اترتی اسے بے جان کر رہی تھی -----

جاری ہے ---